# تحلیل نفسی اور تعبیر خواب


از

عبدالحی جمیل علوی ایم اے

ممبر برٹش سیکالوجیکل سوسائٹی

صدر شعبہ نفسیات ٹیچرز ٹریننگ کالج، کابل



ناشر

ادارہ دانش و حکمت حیدرآباد دکن

ک ۱۵۰۰



طبع اول 1950

سنہ ۱۹۴۵ء

سول ایجنٹ :

اسٹار ایجوکیشنل سپلائی کمپنی

عابد روڈ

حیدرآباد دکن

قیمت دو روپے آٹھ آنے

# فہرست مضامین

# مقدمہ

## نفسیات بحیثیت سائنس

۱۸۷۹ء کا سال بھی کتنا مبارک تھا، جس نے نفسیات کی زندگی میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا ماہرین نفسیات "ونٹ" (Wundt) کے کارناموں کو کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتے جس نے تاریخ نفسیات کے اس روشن ترین سال میں کافی جدوجہد اور مصائب و آلام کا سامنا کرنے کے بعد جامعۂ لائپزگ (Leipzig) میں اپنے مبارک ہاتھوں سے نفسیات کے پہلے معمل کی بنیاد رکھی۔ بنیاد کیا رکھی یا یوں کہیئے کہ نفسیات کو گمنامی کی زندگی سے نکال کر عوام الناس کے سامنے پیش کیا اور اس سے ظلمت کا پردہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اٹھا دیا۔ اس انقلاب کی تحریک یوں تو ونٹ سے ہی

جاری تھی۔ لیکن اس نوزائیدہ بچے (نفسیات) کو والدین (فلسفہ) سے جدا کرنے اور فلسفہ کے حامیوں سے مقابلہ کرنے کی کسی کو جرأت نہ پڑتی تھی۔ یہ فخر ونٹ کو ہی نصیب ہوا کہ اس نے ان تمام اعتراضات کی ذرہ بھر بھی پروانہ کی، جو تجربی نفسیات کے متعلق فلسفیوں نے کیے۔ "معائنہ باطن" کے حامیوں نے یہ فتویٰ دیا کہ ایسا کرنے سے نفسیات مستقبل میں فعلیات بن جائے گی۔ عوام کے اعتراضات اور بھی زیادہ پیچیدہ تھے۔ نفسیات میں تجربات کا نام سن کر کان پر ہاتھ دھر لیتے، اور کہتے "کیا نفس اپنے افعال میں طبیعی ذہن کے قوانین سے میرا نہیں؟ اگر یہ صحیح ہے تو نفس کے متعلق تجربات کس طریقے سے ممکن ہو سکتے ہیں؟ اور اس نئی تجربی نفسیات کی حقیقت کیا ہوگی؟ کیا یہ لوگ معملوں میں معمول کے اعصاب اور دماغ کو کاٹ کر دیکھا کریں گے؟ یہ تو عجیب مذاق ہوگا۔" لیکن باوجود فلسفیوں کی تمام کوششوں کے کہ فلسفے سے نفسیات کو کسی طرح جدا نہ کیا جائے، حالات موافق تھے۔ ونٹ کے اس دلیرانہ فعل سے متاثر ہو کر لوگ غیر ممالک سے جوق در جوق اس کے معمل میں آئے، اور تعلیم سے فراغت

پا کر یہ اپنے اپنے ممالک میں نفسیات کے معمل قایم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اسی ضمن میں یہاں یہ ذکر دلچسپی سے خالی نہیں کہ برطانیہ کے فلسفی اپنی قدیم روایات پر بالکل قایم تھے، اور انھوں نے اس نئی تحریک کی سختی سے مخالفت کی۔ بیسویں صدی کے شروع میں ڈاکٹر مک ڈوگل، ڈاکٹر مائرز اور ڈاکٹر روزرکی لگاتار کوششوں سے لندن اور کیمبرج میں معملوں کی بنیاد رکھی گئی۔ ان کی تقلید بعض دوسری جامعوں نے بھی کی

انقلاب کا زمانہ تھا۔ انقلابیوں نے (جن میں زیادہ تعداد امریکہ والوں کی تھی) یہ بات سختی سے محسوس کی کہ اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ نفسیات کو تمام دوسرے علوم کی پیروی میں شفقت مادری سے محروم ہونے کے بعد اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیے۔ لیکن مستقبل کی نفسیات کے مقاصد کیا ہوں گے؟ اس کے متعلق خیالات مختلف تھے۔ بعض سیرت کے حامی تھے، بعض معائنہ باطن کی اہمیت کو برقرار رکھنا چاہتے تھے، اور بعض ان دونوں کے مخالف تھے۔

غرضکہ ۱۹۰۰ء تک مختلف مذاہب پیدا ہو گئے۔ لیکن یہ تمام اس بات پر متفق تھے کہ نفسیات کی نشو و نما کے لیے خاطر خواہ انتظام کرنا ہم پر لازم ہے۔ نفسیات کی خوش قسمتی کہ بعض اطبا نے نفسیات کے مطالعے کی ضرورت محسوس کی۔ مطالعہ کرنے کے بعد انھوں نے ایک علیحدہ لیکن نہایت ہی مشہور و مفید مذہب قایم کیا۔ قاعدہ ہے کہ کوئی چیز جتنی زیادہ تاریک ہوگی، روشنی پڑنے سے وہ چیز اتنی ہی زیادہ منور ہوگی۔ یہی حال نفسیات کا ہوا کہ بچپن میں ہی اس کے عروج کا ستارہ تمام عالم پر آب و تاب سے چمکا۔ اس ۳۵ سال کے قلیل عرصے میں یعنے ۱۹۰۰ء کے بعد مروجہ علوم نے اس کی اہمیت کو تسلیم کر لیا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا نفسیات کا مطالبہ تسلیم کر لیا جائے؟ یعنے دوسرے مروجہ علوم کی طرح کیا اسے بھی ایک علیحدہ علم (سائینس) قرار دیا جائے؟ نیز یہ کہ اس نئے مروجہ علم کا مستقبل کیا ہوگا؟۔

پہلے سوال کا جواب دینے کے لیے ہمیں دوسرے

تمام علوم کی صفات مخصوصہ پر غور کرنا پڑے گا، ایسی صفات چار ہیں، پہلی دو نظری اور باقی ماندہ عملی صفات ہیں۔

۱۔ علوم کی تحقیق محکمانہ ہوتی ہے اور اس کی نشو و نما آہستہ آہستہ ہوتی ہے۔

۲۔ مشاہدات کے بعد علوم تجرباتی ہو جاتے ہیں یعنے علوم کی نشو و نما میں تجربات خاص اہمیت رکھتے ہیں۔

۳۔ تمام علوم میں عملی پہلو ضرور موجود ہوتا ہے، یعنے علوم کو روزمرہ کی زندگی میں استعمال کیا جاتا ہے۔

۴۔ کلیے، قوانین وضع کیے جاتے ہیں، جن میں تغیر و تبدل ناممکن ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا نفسیات میں یہ صفات موجود ہیں؟ اگر یہ صفات اس میں موجود ہوں تو نفسیات کا مطالبہ تسلیم کرنے میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

۱۔ "محکمانہ تحقیق"۔ یہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ نفسیات کے مختلف مذاہب نے مختلف شعبے قائم کر لیے ہیں۔ یہ سب صرف اسی لیے کہ نفسیات پر

تمام ممکن ترین پہلوؤں سے روشنی ڈالی جا سکے۔ نفسیات کو بالعموم تین حصوں میں منقسم کیا جاتا ہے۔ نفسیات متعلقہ بالغان، اطفال اور حیوانات۔ ان تین مختلف شعبوں کو تین طریقوں سے تقسیم کیا جاتا ہے۔ پہلی تقسیم انفرادی اور معاشرتی رو سے ہے۔ دوسری طبعی اور غیر طبعی لحاظ سے ہے۔ تیسری تقسیم عملی اور نظریاتی ہے۔ شکل سے ان کو اس طرح واضح کیا جا سکتا ہے:۔
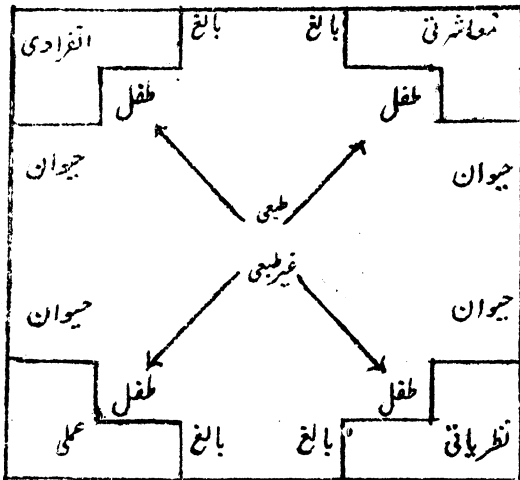
مختلف مذاہب نے اپنے اپنے موضوع تحقیق کے لیے

چھانٹ لیے ہیں۔ کسی کی توجہ کا مرکز محض حیوانات ہیں اور کوئی اپنی پیاس غیر طبعی نفسیات سے بجھا رہا ہے۔

۲۔ "تجربات"۔ موجودہ تجربی نفسیات کی نشو و نما فعلیات اور طبعیات سے ہوئی۔ اس لیے انھوں نے ان کی تقلید میں تمام ذہنی کیفیات کو تجربات سے واضح کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ اس ۴۵ سال کے قلیل عرصے میں مسئلۂ شور، تکان، یادداشت، بصیرت، مشروبات کے اثر وغیرہ کو تجربات سے واضح کیا جا رہا ہے۔ سہولت کے لیے موزوں آلات بھی مہیا کر لیے گئے ہیں۔ اب محض نفسیات اور تجربی نفسیات کا فرق روز بہ روز کم ہوتا جا رہا ہے۔ ایسے مظاہر جن کا تعلق محض نفسیات سے تھا، وہ بھی تجربی نفسیات میں داخل کر لیے گئے ہیں۔ یعنے احساس اور اعلیٰ خیالی کیفیات، مثلاً سوچ بچار وغیرہ۔ یہاں سوال کیا جا سکتا ہے کہ نفسیات کے تجربات سے کیا مراد ہے؟ اس کا جواب مختصراً یوں ہے کہ "معمل میں حالات یا ماحول پر تسلط جما لینا"۔ یہی تسلط تمام علمی تحقیقات کی روح ہے۔ مظاہر کے محض مشاہدے کے لیے بعض اوقات

ایک مدت تک منتظر رہنا پڑتا ہے، کیوں کہ مظاہر ہماری مرضی سے دوبارہ ظہور میں نہیں آسکتے۔ چند ایک طبیعی علوم کی بنیاد اسی قسم کے مشاہدوں پر مبنی ہے، لیکن اگر ہم حالات پر قابو پالیں، تو کئی ایک مشکلات سے صاف بچ سکتے ہیں۔ نفسیات کے معمل میں بھی اسی کا خاطر خواہ انتظام کیا جاتا ہے، جس سے معمول کی ذہنی کیفیات کا مطالعہ آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔ نفسیات کے "سیرتی مذہب" کی تو بنیاد ہی گویا تجربات پر ہے۔ "معائنہ باطن" ان کے نزدیک ایک مہمل چیز ہے۔ ان کے معملوں میں انسانوں، حیوانوں، اور بچوں کی سیرت کا نہایت ہی خوبی سے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ جانوروں کی سیرت کے متعلق انھوں نے ان دنوں حیرت انگیز انکشافات کیے ہیں۔ بچے اور حیوان جن کو معائنہ باطن کی وجہ سے نفسیات سے خارج کیا جاتا تھا، اب نفسیات میں نہایت ہی ضروری حصہ لیتے ہیں۔

۳۔ "عملی پہلو"۔ نفسیات کا دائرہ یوں تو عملی لحاظ سے نہایت ہی وسیع ہے، لیکن اس کا استعمال ان تین

شعبوں میں سب سے زیادہ ہے:

الف۔ "صنعت"۔ یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ صنعت و حرفت میں نفسیات کا استعمال دن بہ دن عام ہوتا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر سی۔ایس۔ مائرز سب سے مشہور ہستی ہیں جو لندن میں اس قسم کی درس گاہ کے پرنسپل ہیں۔ ان کی زیر نگرانی سب سے زیادہ تحقیق، تکان، کام اور فرصت کے اوقات اور قلیل ترین وقت میں بہترین کام لینے کے متعلق کی گئی ہے اور نتایج نہایت ہی خاطر خواہ برآمد کیے گئے ہیں۔ کارخانے کے مالک اپنے کام اور مزدوروں کی تعداد کے متعلق ماہر نفسیات سے مشورہ لینا ضروری خیال کرتے ہیں۔ کارخانے میں نفسیات کا استعمال یہ ہے کہ وقت کم کرنے کے علاوہ مزدوروں کی تعداد بھی کم کر دی جائے، لیکن یہ سب کچھ اس طریقے سے ہو کہ کام کی مقدار گزشتہ کام کی نسبت بہت زیادہ ہو۔ تجربات سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ کام اور فرصت کے اوقات ایک خاص طریقے سے معین کرنے سے کام کی مقدار بہت بڑھ جاتی ہے

اور مزدوروں کی صحت پر اس کا اثر بہت اچھا پڑتا ہے۔

ب۔ "تعلیم"۔ یوں تو نفسیات کو محکمۂ تعلیم میں پہلے بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ لیکن تجربی نفسیات نے اس کے دایرے کو اور بھی وسعت دے دی ہے۔ محکمۂ تعلیم پر غالباً سب سے زیادہ احسان ڈاکٹر الفرڈ بینے اور سائمن کا ہے جنھوں نے ذہنی معائنہ کا طریقہ ایجاد کر کے ذہنی عمر کا تصور قایم کیا۔ امریکہ میں ٹرمن اور انگلستان میں برٹ نے کافی تحقیق کے بعد ۱۸ سال کی عمر تک کے افراد کے لیے ایسے معائنوں کی فہرست تیار کی ہے، جن کی مدد سے نہ صرف کند ذہن بچوں کا پتا چل سکتا ہے بلکہ ان کا علاج بھی کیا جا سکتا ہے۔ کند ذہن بچوں کو اوسط درجے کے ذہین بچوں سے جدا نہ کرنے کا اثر ساری جماعت پر پڑا کرتا تھا۔ لیکن ذہنی معائنے سے اس کا مطلق خطرہ نہیں رہا۔ تعلیم کے علاوہ فوجی سپاہیوں پر بھی اس فہرست کا استعمال خوش اسلوبی سے کیا جاتا ہے۔

ان دنوں طریقۂ تعلیم بھی نفسیاتی کر دیا گیا ہے۔ بچے کو مارنے اور دھمکانے کی بجائے اس کے جملہ نقائص کا

نفسیاتی طریقے سے علاج کیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لیے "تجزیۃ النفس" ایک بہترین آلہ ہے۔ سبق یاد کرنے کے طریقے میں بھی نفسیات کو کسی طرح فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ یادداشت کو قوی کرنے، کسی نظم یا نثر کو جلد از جلد یاد کرنے کے لیے ہمیں نفسیات کا محتاج ہونا پڑتا ہے۔ تعلیمی نفسیات مدرسین اور طالب علموں پر بہت زیادہ احسان کر رہی ہے۔

ج۔ "طب"۔ نفسیات کو غالباً سب سے زیادہ طب میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس علم میں اس کا استعمال اتنا عام ہے کہ خود طبی نفسیات کے کئی مذاہب پیدا ہو گئے ہیں۔ یہ بات اب پایۂ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ عصبی اور ذہنی کمزوریوں کا علاج صرف نفسیات سے ہی ممکن ہے۔ چونکہ یہ ذہنی بیماریاں عضوی نہیں ہوتیں، اس لیے عام طبیب ان کا علاج کرنے سے قاصر ہیں۔ جنگ عظیم کے دوران میں ماہرین نفسیات کی خدمات کو کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، جنھوں نے خوف و یاس کے مریضوں کو جنگ کے دوران میں بھلا چنگا کر دیا، جنون اور مرگی کے ایسے مریض جن کو سوسائٹی سے اس خیال سے

باہر نکال دیا جاتا تھا کہ ان کا علاج ناممکن ہے۔ ماہر نفسیات نے ان کو خوش آمدید کہا۔ صرف یہی نہیں بلکہ انھیں اس قابل بنا دیا کہ وہ دوبارہ سوسائٹی میں حصہ لے سکیں۔ اس کا ایک مذہب "تجزیۃ النفس" اتنا عام ہو چکا ہے کہ اس کے چشمۂ فیض سے لاکھوں پیاسے سیراب ہو رہے ہیں۔

۴۔ اب باقی معاملہ رہا قوانین کا۔ انسانی فطرت کے متعلق ایسے قوانین وضع کرنا جن کا اطلاق تمام انسانوں پر ہو، ناممکن ہے۔ صرف افراد ہی اپنی فطرت میں ایک دوسرے سے مختلف نہیں، بلکہ ایک ہی فرد کی فطرت مختلف ماحول میں مختلف ہوتی ہے۔ انسانی فطرت کا یہ خاصہ ہے کہ اس کو سکون نہیں۔ تمام جاندار چیزوں میں ایک ایسی طاقت کام کر رہی ہے جس کی وجہ سے ان کی طبیعتیں متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ اور ماحول کے متعلق کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیسے ہوں گے۔ اگر نفسیات میں ایسے کلی قوانین وضع کر لیے جائیں تو وہ اپنی فطرت میں طبیعی یا نعلیاتی ہوں گے۔ انسان کی ذہنی دنیا اور اس کی سیرت کے متعلق قوانین تو یقیناً موجود ہیں،

لیکن وہ طبیعی کسی صورت میں بھی نہیں ہو سکتے۔

اس مختصر بحث کے بعد قارئین کرام اندازہ لگا سکتے ہیں کہ نفسیات کا مطالعہ درست ہے اور اس کو قدرتی علوم میں شامل نہ کرنے کی کوئی معقول وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ جدید نفسیات کا انحصار حیاتیات اور فعلیات پر ہے، جو بذات خود قدرتی علوم ہیں۔ فلسفے سے اس کو وہی نسبت ہے جو ان علوم کو فلسفے سے ہے۔ طبیعیات کا ماہر طاقت کی حقیقت عامہ کا مطالعہ کرنے کا خواہش مند نہیں۔ وہ محض طاقت کی چند امثلہ پر ہی اکتفا کرے گا۔ حیاتیات کے عالم کا نظریۂ حیات سے کوئی واسطہ نہیں۔ وہ صبر و سکون سے بہت سی جاندار اشیا کا مطالعہ کرے گا۔ جس طرح طبیعیات کے عالم "مسئلۂ طاقت" کی پروا نہیں کرتے اور ماہر حیاتیات "مسئلۂ حیات" پر کچھ بھی غور نہیں کرتے۔ اسی طرح نفسیات کے عالم "مسئلۂ نفس" کو چھوڑ کر خاص ذہنی کیفیات کے مطالعے میں مشغول ہیں۔ نفسیات دوسرے علوم کا تتبع کرتے ہوئے اس نتیجے پر پہنچ چکی ہے کہ کسی ایک علم کو دقیق مطالعے کے لیے

"عام" کو چھوڑ کر "خاص" کی طرف رجوع کرنا لازمی ہے۔ اس کا ایمان ہے کہ "خاص" کے مطالعے سے "عام" کی حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے۔ برعکس ان قدرتی علوم کے فلسفہ "عام" سے "خاص" کی طرف جاتا ہے۔ بس صرف یہی فرق ہے علوم اور فلسفے میں۔ قدیم اور جدید نفسیات میں جدید نفسیات کو ان وجوہ سے ہم دوسرے قدرتی علوم میں شمار کرنے پر مجبور ہیں اور بدیں حالات ہمیں اس بات کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں رہتا کہ نفسیات، فلسفہ سے بغاوت کے بعد علیحدگی اختیار کرنے میں حق بجانب ہے۔

مندرجہ بالا سوال کا دوسرا جزو نفسیات کے مستقبل کے متعلق تھا۔ اس کا جواب دینے کے لیے ہمیں نفسیات کی نشو و نما کے مختلف درجات کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے

قدیم تجربی نفسیات کے عالم احساس، ادراک، ردفعل کا وقت اور نفسی طبیعیات کے متعلق تجربات کرنے کا کافی خیال کرتے تھے۔ یہ سب کچھ اس لئے کہ ان سے متعلق تجربات کرنے نسبتاً آسان تھے اور فعلیات کے عالموں سے بہت کچھ

مدد کی توقع ہو سکتی تھی۔ ان کا یقین تھا کہ اساسی تجربوں کے بعد تجربی نفسیات کی دہلیز آسانی سے عبور کی جا سکتی ہے۔

اس کے بعد اینگھاس اور تھارن ڈائک نے حافظے اور سیکھنے کے متعلق نہایت شاندار تجربات کیے۔ یہ زمانہ ۱۸۸۵ سے ۱۹۰۰ء تک کا ہے۔ اس کے بعد خیالات اور معائنہ باطن کے متعلق تجربات سرانجام دیے گئے۔ اس کے فوراً بعد ہی طفلی نفسیات، معاشرتی نفسیات، غیر طبعی نفسیات وغیرہ کی بنیاد رکھی گئی۔ ماہرین نفسیات نے شخصیت کا معائنہ کرنے کے طریقے بھی بہت جلد ایجاد کر لیے۔ حال ہی میں اعلیٰ ذہنی کیفیات کے متعلق بھی تجربات کیے جا رہے ہیں۔ نفسیات کی مختلف شاخوں کے عالم ہر ممکن سے ممکن طریقے سے اپنے متعلقہ شعبوں پر تجربی طریقوں سے روشنی ڈالنے میں کوشاں ہیں۔

اس کے بعد درجہ ہے مستقبل کا۔ اس کا تصور نفسیات کی نشو و نما کی ترقی کی رفتار سے کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت تمام نفسیات تجربی نفسیات ہوگی۔ اس کے تمام پہلوؤں پر تجربات سے روشنی ڈالی جائے گی اور دوسرے طبعی علوم کا

ایک مستقل اور ضروری حصہ ہوگا۔ اس وقت ممکن ہے کہ نفسیات کے متعلق کلی قوانین بھی وضع کیے جاسکیں۔ یہ زمانہ یقیناً اس کے انتہائی عروج کا ہوگا لیکن فی الحال یہ تصور ہی تصور ہے۔

اگر نفسیات فی الواقع طبعی علوم کی ایک شاخ ہے تو سوال کیا جاسکتا ہے کہ نفسیات اور دوسرے علوم کا آپس میں کیا رشتہ ہے؟۔ معاشیات (Economics) عمرانیات (Sociology) اور انسانیات (Anthropology) تو براہ راست نفسیات پر مبنی ہیں۔ اور نفسیات بذات خود اپنے اصولوں اور طریقوں کے باعث حیاتیات اور فعلیات پر مبنی ہے۔ لیکن فعلیات اور حیاتیات نفسیات کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کرسکتیں۔ اس رشتے کو اس نقشے سے بخوبی واضح کیا جاسکتا ہے:

معاشیات ← عمرانیات ← انسانیات
نفسیات
حیاتیات
فعلیات
طبعیات
کیمیا
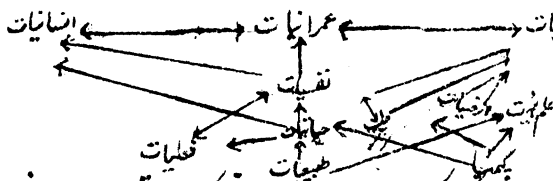
اس رشتے کو ایک اور طریقے بھی واضح کیا جاتا ہے۔ یعنے نفسیات حیاتیات پر اور حیاتیات طبعیات پر اور طبعیات ریاضی پر اور ریاضی منطق پر مبنی ہے لیکن منطق پھر نفسیات پر مبنی ہے۔

پہلا باب

# تحلیلِ نفسی اور تعبیرِ خواب

## تحلیلِ نفسی:

نفسیات کے اس شعبے کا نشو و نما جو "تحلیلِ نفسی" کے نام سے مشہور ہے خود نفسیات سے نہیں ہوا۔ بلکہ طبّی مشق سے ہوا۔ وسیع معنوں میں یہ علم امراض دماغی کے علم کی ایک شاخ ہے لیکن اس کی بنیاد کچھ ایسے اصولوں پر رکھی گئی ہے کہ ان دنوں یہ مذہب تمام ماہرین نفسیات کی توجہ اپنی طرف مبذول کر رہا ہے۔ اس کو "نفسیات سیرت" کے نام سے بھی موسوم کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ یہ سیرتی طریقوں

اور اصولوں سے بہت ہی بعید ہے۔ ڈاکٹر ینگ (Jung) کے مذہب کو اکثر "نفسیات عمق" (Depth Psychology) کا نام دیا جاتا ہے کیونکہ اس کا تعلق اس چیز سے ہے جو ہر فرد کی زندگی کی گہرائیوں میں محفوظ ہے۔

"تحلیل نفسی" سے اکثر تین معنے مراد لیے جاتے ہیں:۔

الف۔ علم طب کا ایک خاص طریقہ جس کو "ویانا" یونیورسٹی کا ایک پروفیسر ڈاکٹر سگمنڈ فراڈ (Sigmund Freud) عصبی کمزوریوں کے علاج کے کام میں لایا۔

ب۔ ایک ایسا خاص طریقہ جس سے نفس کے عمیق طبقات کا انکشاف کیا جاتا ہے۔ اور

ج۔ ایک ایسا اصول جس سے اقلیم تعلیم کو مختص کیا جاتا ہے۔

ان معنوں میں یہ "علم بے شعوری" کا مترادف ہے۔ بعض طبیب غلط فہمی سے عصبی کمزوریوں کے ذہنی علاج کو "تحلیل نفسی" سے موسوم کرتے ہیں۔ اور وہ اس بات کو فراموش کر جاتے ہیں کہ اس میں ڈاکٹر فراڈ کے طریقے کو بالکل کام میں نہیں لایا گیا۔ قبل اس کے کہ ہم "تحلیل نفسی" کے معنوں پر بحث کریں۔ ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ

ڈاکٹر فراڈ سے قبل بھی چند حکما کو علم تھا کہ نفس میں چند ایسے عناصر بھی ہیں جو ادراک میں آنے کے ناقابل ہیں۔ لیکن فراڈ پہلا شخص تھا جس نے اس بات پر زور دیا کہ یہ عناصر نفس کے باقی اجزا کی مطابقت کے خلاف ہیں۔

## تاریخ:

"تحلیل نفسی" کی تاریخ علم امراض دماغی کی تاریخ سے وابستہ ہے۔ انھوں نے کمزور دماغ آدمیوں میں چند چند خاص تبدیلیاں دیکھ کر ان کے عادات، اطوار، اور ان کی ذہنی دنیا کا مطالعہ شروع کر دیا کہ اس سے اس کی وجوہ سمجھ میں آئیں۔ پس اسی اصول پر "تحلیل نفسی" کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ بات بہت دلچسپی سے سنی جائے گی کہ اس کے نشو و نما کی تاریخ کا تعلق تاریخ تنویم سے گہرا ہے۔ جس کی بنیاد سب سے پہلے فرڈرک مسمر (Mesmer) نے ۱۷۸۰ء میں سائنس کے اصولوں پر رکھی جو ویانا یونیورسٹی کے شعبۂ طب کا طالب علم تھا۔ بدیں وجہ اس سائنس کو اکثر "مسمیریزم" کے نام سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس نے

اپنا تجربہ سنگ مقناطیس سے کیا۔ اور اس بات پر زور دیا کہ چند خاص امراض کا علاج سنگ مقناطیس سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ آہستہ آہستہ اس نے مقناطیس کی بجائے اپنی ہتھیلی کے خاص حصے کو اس کام کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ اس کے ذریعے انسان کو گہری نیند بھی سُلایا جاسکتا ہے۔ شروع شروع میں اس نے اتنی شہرت حاصل کرلی کہ حکومت فرانس نے اسے اس بھید کے انکشاف کے لیے ایک معقول رقم نذر کی۔ لیکن اس نے انکار کردیا۔ حکومت نے اسے جلا وطن کر دیا اور یہ سوئٹزرلینڈ چلا گیا۔ اس کے نظریے پر عوام تو نگاہ حیرت ڈالتے تھے، لیکن طبیبوں نے اس پر کچھ خاص توجہ نہ کی۔ انیسویں صدی کے اخیر میں پیرس اور نینسی کے دو متضاد مدارس نے بہت شہرت حاصل کرلی۔ شارکو (۱۸۲۵ - ۱۸۹۳ء) نے جو اپنے وقت کا مشہور عالم اور امراض عصبی میں خاص مہارت رکھتا تھا پیرس کے اسکول پر تسلط جمایا۔ اس نے معلوم کیا کہ جن اشخاص پر تنویم (Hypnotism) بہت زیادہ اثر کرے

وہ اختناق الرحم میں بہت جلد مبتلا ہوسکتے ہیں۔ اس نے اس اصول کو اختناق الرحم کے علاج میں استعمال کرنا اور مریضہ کے نفس پر تنویمی حالت کے اثر کا اندازہ لگانا شروع کر دیا۔ اس کا یہ خیال "نینسی" والوں کے خلاف تھا جن کا یہ عقیدہ تھا کہ تقریباً ہر ایک انسان پر تنویمی اثر ہوسکتا ہے۔ اور اشارات کے ذریعے بھی ایسی حالت کا طاری ہونا ممکنات سے ہے۔ اسی لیے انھوں نے اس طریقے کو عصبی امراض میں برتنا شروع کیا تھا۔

شارکو کے بہت سے شاگرد تھے جنھوں نے تشریح اعصاب میں بہت شہرت حاصل کی۔ بوسٹن کے مارٹن پرنس (۱۸۵۴ - ۱۹۲۹ء) نے بھی تنویمی طریقہ مختلف امراض میں استعمال کیا۔ ماہرین نفسیات اس سے اس کے تجربات اور تجزیۂ ادراک کے سبب سے بخوبی آشنا ہیں۔ جینٹ (۱۸۵۹ء) ہماری توجہ کا خاص مستحق ہے جس نے پچھلی صدی کے اخیر میں اپنی زندگی امراضِ اعصاب کے لیے وقف کر دی۔ اس نے اختناق الرحم میں شارکو کے طریقۂ تنویم میں نئے تجربے قایم کیے۔ اور سب سے پہلے

اسی نے معلوم کیا کہ حالت تنویم میں اختناق الرحم کی مریضہ ان تمام واقعات اور حوادث کو دہراسکتی ہے جو مدت ہوئی خواب و خیال سے وابستہ ہو گئے ہیں۔ اسی طرح تمام فراموش شدہ صدمات کی یاد اس حالت میں بخوبی تازہ ہوسکتی ہے۔ علاوہ ازیں اس نے یہ بھی معلوم کیا کہ اگر تنوی حالت میں طبیب مریضہ کو اس قسم کے اشارات دے کہ اس کا دورہ ختم ہو چکا ہے اور اس کے تمام نشانات کافور ہو چکے ہیں تو ہوش میں آنے پر مریضہ بالکل تندرست ہوسکتی ہے، اور اس کی تمام علامات مرض غایب ہوسکتی ہیں۔ برائر (۱۸۴۲ء) اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ گیا اور اس نے اس بات کا انکشاف کیا کہ علامات بذات خود کچھ معنے رکھتے ہیں، اور مریض کی زندگی اور اس کے مرض کے ساتھ ان کا گہرا تعلق ہے۔ یہ انکشاف اس نے ۱۸۸۰ء میں اختناق الرحم کی ایک مریضہ کا علاج کرتے ہوئے کیا اور اسی وجہ سے اس نے کافی شہرت حاصل کرلی۔ ایک لحاظ سے ہم جینے کو جو قریب اسی نتیجے پر پہنچا تھا اس پر ترجیح دے سکتے ہیں۔ کیونکہ اس نے

برائر سے پہلے اپنے تجربات اور انکشافات کو کتابی صورت میں شایع کیا۔ برائر اپنے تجربات کو ۱۸۹۳ء سے پہلے شایع نہ کرسکا اور یہ وہ زمانہ تھا جب وہ اور ڈاکٹر فراڈ اس اہم منزل سے ہم سفر تھے اور دونوں ایک عالم کو محو حیرت کر رہے تھے۔ برائر اور جینیٹ سے پہلے لارے نے بھی یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ دیوانے کے اوہام بھی کچھ حقیقت رکھتے ہیں۔ لیکن ان کی حقیقت کے راز کو آشکارا کرنا مشکل کام ہے۔ ڈاکٹر فراڈ اور برائر کے متفقہ انکشافات ثبت کرنے سے پہلے فراڈ کی زندگی کے حالات تحریر کرنے ضروری ہیں جو انہیں معنوں میں تحلیل نفسی کا بانی کہا جاتا ہے۔ جن معنوں میں اکبر خاندان مغلیہ کا:۔

سگمنڈ فراڈ، زیکو سلے دیکیا میں ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوا لیکن وہ بچپن ہی سے دیانا چلا آیا۔ یونیورسٹی میں اس نے طب کا مطالعہ کیا اور اس علم میں خاص دلچسپی لینے لگا۔ تعلیم سے فراغت حاصل کرکے اس نے چھ سال تک تعلیات کے معمل میں کام کیا، چونکہ اس شعبے میں اسے اپنی زندگی کی بہبودی کی کوئی خاص توقع نہ تھی اس لیے

اس نے طب کی مشق شروع کردی۔ ۱۸۸۱ء میں وہ معمل سے ہسپتال چلا گیا اور وہاں اس نے علم اعصاب میں مہارت پیدا کرلی۔ خصوصاً اس کی تشریح اور نامیاتی امراض مثلاً فالج اور دماغی امراض وغیرہ میں بڑی کامیابی حاصل کی۔ ان ایام میں ویانا کے طبیب اعصاب کے متعلق بہت ہی کم جانتے تھے اور ان کے علاج سے قطعاً ناواقف تھے۔ فرائڈ، شارکو کی شہرت سُن کر عصبی امراض کا مطالعہ کرنے کے لیے ۱۸۸۵ء میں پیرس چلا گیا، اور وہاں ایک سال تک مقیم رہا۔ اختناق الرحم کی مریضہ کے علاج میں شارکو کے تنویمی طریقے نے فرائڈ پر گہرا اثر ڈالا، لیکن شارکو کے ایک فقرے نے اس کی توجہ کو سب سے زیادہ مبذول کیا کہ "تمام عصبی امراض میں انسان کی صنفی زندگی میں ہمیشہ کچھ فتور ہوتا ہے، اور کافی جدوجہد سے اس کا پتہ بھی چل سکتا ہے۔"[1] فرائڈ کے دل پر یہ فقرہ نقش کالحجر ہو گیا۔

---

[1] Woodworth: Contemporary Schools of Psychology. P. 137.

لیکن ۰۰ اکثر غور کرتا رہتا کہ اگر اس کا یہ نظریہ صداقت پر مبنی ہے تو کیوں شارکو اس سقم سے عصبی امراض کے علاج میں کام نہیں لیتا؟ فراڈ کے دل میں شب و روز یہ خیال چٹکیاں لیتا رہا اور اس غور و خوض کا یہ نتیجہ نکلا کہ فراڈ نے ایک نیا اور مشہور نظریہ قایم کیا۔ یہ نظریہ اس کے دیرینہ خیالات کا ثمر شیریں تھا۔

سنہ ۱۸۸۶ء میں فراڈ، ویانا واپس چلا آیا، اور اس نے عصبی امراض، خاص کر اختناق الرحم کے لیے نئے طریقۂ علاج کی مشق شروع کر دی۔ اس کے علاج کا دار و مدار تنویمی طریقے پر تھا۔ لیکن اس طریقے میں فراڈ کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، اور اس پر واضح ہو گیا کہ یہ کامیابی کے راستے میں سد سکندری کا کام دے رہا ہے۔ کیونکہ ایک تو تمام مریضوں پر اس کا اثر ناممکن ہے اور دوسرے مریض پر اس کا اثر ہو جانے کے باوجود علامات مفقود نہیں ہوتیں، یعنے جینے کا طریقۂ علاج تمام حالتوں میں ممکن نہیں۔ انھیں وجوہ سے اسے اپنی امیدوں کے مطابق کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ اس لیے اس نے

دوبارہ فرانس جانے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ لیکن اس دفعہ وہ شارکو کے پاس نہ گیا بلکہ نینسی اسکول کے کارپردازوں کے پاس پہنچا جن کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ ہر مریض پر تنویمی اثر ڈال سکتے ہیں۔ حقیقت میں انھوں نے اس تنویمی طریقے میں کافی ترقی کرلی تھی اور حالت تنویم میں اشارات کے ذریعے مریضوں پر کافی تجربات کرچکے تھے اور انہیں تجربات کی بنا پر ان کا دعویٰ خام نہیں تھا۔ آج بھی انہیں کے طریقے خاص کر کوے اور باڈون کے طریقوں کو تنویم میں استعمال کیا جاتا ہے۔ فراڈ اس مدرسے کے ایک طبیب کی باتیں سن کر مایوس ہوگیا جس نے اسے مطلع کیا کہ یہ طریقہ خصوصی مریضوں کے لیے کامیاب ثابت نہیں ہو رہا ہے جتنا کہ عام مریضوں کے لیے۔ خصوصی مریض زیادہ زیرک اور ذہین ہونے کی وجہ سے اس طریقۂ علاج سے پورا فایدہ حاصل نہیں کرسکتے۔ فراڈ واپس چلا آیا اور اختناق الرحم کے علاج میں مشغول ہوگیا لیکن اس نے کوئی خاص قابل ذکر ترقی نہ کی۔ وہ کسی نئے طریقے کی دریافت کی امید میں سرگرداں رہا۔

## فرائڈ اور برائر:

فرائڈ کی کوششیں جلد ہی بار آور ہوئیں، اور اسے معلوم ہوا کہ اس کا دیرینہ دوست جوزف برائر بھی اسی کوشش میں مصروف ہے۔ فرائڈ کو برائر سے شارکو اور نینسی اسکول والوں سے بھی زیادہ فایدہ پہنچا۔ برائر ویانا کا ایک مشہور طبیب تھا جس نے فرائڈ کی طرح عضویاتی معمل میں کام کرنے کے بعد طبّی مشق شروع کر دی تھی۔ اس نے فعلیات میں متعدد انکشاف کر کے مشہور و معروف نظریے قایم کیے۔ اب فرائڈ اور برائر عصبی امراض کا علاج دریافت کرنے کے لیے متفقہ کام کرنے لگے۔ برائر ان دنوں ایک نئے طریقے کی دریافت میں مصروف تھا۔ اس نے ہی یہ دریافت کیا تھا (جینے کے انکشاف کا بھی یہی نتیجہ تھا) کہ اختناق الرحم کی علامات کئی طریقوں سے مریضہ کی زندگی کے فراموش شدہ حوادث اور واقعات سے وابستہ ہوتی ہیں۔ جینے کی طرح اس نے بھی یہ معلوم

کیا کہ اگر مریضہ ان فراموش شدہ واقعات کو دہرا دے تو
اس کی علامات کافور ہوسکتی ہیں ۔ چنانچہ اس نے تنویمی
طریقے کو ایسی مریضہ پر استعمال کرنا شروع کردیا ۔ اسے
معلوم ہوا کہ جب ایسی حالت میں فراموش شدہ واقعات
یاد آتے ہیں تو وہ بہت ہی صاف اور واضح ہوتے ہیں ۔
یعنے ان کے سمجھنے میں طبیب کو کسی قسم کی دقت نہیں
اٹھانی پڑتی ۔ نیز مریضہ پر ایسے واقعات خاص اقسام
کے احساس طاری کردیتے ہیں ۔ یہ انکشاف بر ائر کو
اس زمانے میں ہوا جب وہ نئے طریقے کی دریافت میں
ہمہ تن مصروف تھا ۔ واقعہ یہ ہوا کہ خوش قسمتی سے وہ
ان دنوں اختناق الرحم کی ایک مریضہ کا علاج تنویمی
طریقے سے کر رہا تھا ۔ مریضہ نے معلوم کیا کہ اگر برائر نے
اسے حالت تنویم میں صرف جذباتی مصائب کے دہرانے
کے لیے کہا ہوتا تو اس سادہ طریقے سے مریضہ پر
زیادہ اثر پڑتا ۔ حالت تنویم میں اسے اپنے تمام
فراموش شدہ واقعات یاد آگئے ۔ ہوش میں آنے پر
وہ برائر کو تمام واقعات سنانے میں کامیاب ہوگئی ،

اور صرف ان واقعات کے سُنانے سے اس کی علامات مرض بہت کچھ مفقود ہوگئیں۔ برائر نے یہی طریقہ استعمال کرنا شروع کر دیا، اور اس طریقے سے وہی مریضہ صرف چند ہی ایام میں بالکل تندرست ہوکر اپنی اصلی حالت پر آگئی۔ اب فراڈ اور برائر دونوں نے اس طریقے کو دوسرے مریضوں پر استعمال کرنا شروع کیا، اور کچھ کامیابی بھی انھیں نصیب ہوئی۔ ۱۸۹۳–۹۵ء میں انھوں نے اپنے انکشافات کو شایع کیا۔ یہ نیا طریقہ تنویم اور تکلم پر مشتمل تھا۔ یعنے مریض (یا مریضہ) کو حالت تنویم میں جذباتی مصائب دُہرانے کے لیے کہا جاتا۔ جینیٹ بھی ان سے پیچھے نہ تھا۔ وہ ان سے پہلے ہی یہ شایع کرچکا تھا کہ آدمی کی یادداشت کو قوی کرنے، گذشتہ بھولے ہوئے واقعات کو یاد کرنے اور علامات کے مضمرات دریافت کرنے کے لیے تنویمی طریقہ بہترین طریقہ ہے۔ ان دونوں میں فرق صرف اتنا تھا کہ جینیٹ تنویم کے ذریعے ہی مریضوں کا علاج کرتا۔ لیکن فراڈ اور برائر کا

علاج مریضوں کے تکلم پر منحصر تھا۔ وہ تنویم کو صرف اس لیے قبول کرتے تھے کہ اس حالت میں اگر مریض واقعات کو یاد کرکے صحیح صحیح دہرانے میں کامیاب ہوسکیں۔ انہوں نے اس طریقہ کا نام "اسہال دماغی" رکھا۔ انہوں نے یہ بھی دریافت کیا کہ مریض کے ایسے واقعات جو یاد آتے ہی اس کو شرمندہ کردیں یا اس قسم کا کوئی اور جذبہ پیدا کردیں، جلد فراموش ہوجانے کے زیادہ اہل ہیں۔

اس شاندار ابتدا کے فوراً بعد ہی برائر کو چند وجوہ سے اس طریقے سے مایوس ہوکر دست بردار ہونا پڑا۔ اب فراڈ اکیلا رہ گیا۔ کچھ عرصے کے بعد برائر کی مایوسی کی وجوہ اس کی سمجھ میں آگئیں۔ ایک مریضہ اس کے زیر علاج تھی۔ جب اس کا علاج قریب الاختتام تھا تو اس نے برائر پر یہ واضح کیا کہ اس کو اس کے ساتھ عشق ہوگیا ہے، اور وہ اس سے کسی صورت میں بھی جدا نہیں ہوسکتی۔ اظہار عشق کا برائر پر بھی اثر نہ ہونا ناممکن تھا۔ وہ عجیب کشمکش و پیچ میں پڑ گیا۔ غور و خوض کے بعد اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ نیا طریقہ

طبیب کے لیے سخت خطرناک ہے۔ کیوں کہ اس طریقے سے طبیب کا برتاؤ مریض کے ساتھ ویسا نہیں رہتا جیسا طبی مشق میں ہونا چاہیے۔ فرائڈ کو بھی بعد میں انہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن وہ ان پر جلد ہی غالب آگیا۔ مریضہ کے عشق کی حقیقت دریافت کرنے سے اس نے یہ معلوم کیا کہ یہ اس کی اپنی ہستی نہیں جو مریضہ کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ بلکہ مریضہ اس (طبیب) کی ذات کو اپنا قدیم عاشق یا معشوق سمجھ کر ایسی حرکات کرنے پر مجبور ہے۔ مریضہ اس کی ہستی کو اپنا اصلی محبوب جان کر اس کی طرف راغب ہوتی ہے۔ یعنے طبیب کو اپنے محبوب کی شبیہ سمجھ کر اظہار عشق کرتی ہے۔ اگر طبیب اس کے اظہار کی چنداں پرواہ نہ کر کے اپنے مخصوص طریقے پر اس کے علاج میں بہ دستور مشغول رہے تو مریضہ کا یہ انداز اس کے علاج میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ اور طبیب کے لیے یقیناً کامیابی پیش خیمہ۔ کیوں کہ اس صورت میں مریضہ طبیب کو

اپنا محبوب جان کر تمام راز افشا کر دیتی ہے۔ اس طرح طبیب دقتوں کا سامنا کرنے سے بچ جاتا ہے۔ نیز اس کو راز کے افشا کے لیے غیر معمولی جد و جہد نہیں کرنی پڑتی۔ کیوں کہ مریضہ ایسے راز جو اس کی صنفی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں کبھی کسی دوسرے پر ظاہر نہیں کر سکتی۔ انہیں کو معلوم کرنا فراڈ کے لیے سب سے اہم کام تھا۔ وہ ایک مدت تک ایسے طریقے کی دریافت میں مشغول رہا، جس سے وہ بہ آسانی ہر فرد کی بے شعور گہرائیوں تک پہنچ سکے۔

## اشاری طریقہ:

فراڈ کے بہت سے مریض ایسے تھے جن پر تنویمی حالت کا اثر کچھ نہ ہوتا تھا۔ اس لیے فراڈ نے تہیہ کر لیا کہ وہ اپنا طریقۂ علاج اس کے بغیر ہی جاری رکھے۔ اس نے برنہیم[1] کو مریضوں کی تنویمی

---

[1] ۔ ایپو لائٹ برنہیم ( ۱۸۳۶ - ۱۹۱۹ ) (بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹ پر)

حالت کے واقعات کو پوچھتے ہوئے دیکھا تھا مریضوں کو

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸) لی ایبال کا شاگرد تھا جس کو "اشارات کا باپ" مانا جاتا ہے۔ لی ایبال قدیم نینسی مدرسے کا بانی تھا۔ ایبال کو لٹے نے اسی کے تجربات ملاحظہ کرکے بڑا نام پیدا کرلیا۔ نینسی میں اس نے متواتر بیس سال اس کی مشق کی۔ غربا اس کے سادہ طریقۂ علاج سے بہت ہی مستفید ہوئے۔ ایپولائٹ برنہیم نے جو نینسی میں طب کا پروفیسر تھا اس کے نظریوں کو فلسفیانہ رنگ میں رنگا۔ قدیم نینسی مدرسے کے نظریے زیادہ تر اسی کی وجہ سے مشہور ہیں۔ برنہیم بہ ذات خود تنویم کا بہت بڑا عالم تھا۔ باڈون، جو کوٹے کا شاگرد تھا اپنی مشہور کتاب

کے مقدمے میں تحریر کرتا ہے: "میرا بچپن اور میرے عالم جوانی کا بہت سا حصہ نینسی میں گزرا ہے۔ میرے تخیلات برنہیم کے عجیب وغریب تجربات ملاحظہ کرکے درہم برہم ہو جاتے۔ وہ اپنے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰ پر)

صرف یہ یقین دلانے سے کہ وہ ان واقعات سے بہ خوبی واقف ہیں اور ان کو بلا مشقت دہرا سکتے ہیں اپنے مقاصد میں کامیاب ہوجاتا۔ مریضوں کو یہ یقین دلانے کے لیے تنویمی حالت کا طاری ہونا کوئی ضروری نہ تھا۔ فرائڈ نے بھی اسی طریقے کا تتبع کیا۔ عصبی مریض، جن پر ایسی کیفیت طاری ہونا ناممکن تھا، اس طریقے سے تمام واقعات بیان کر دیتے۔ اگر مریض اپنے واقعات بیان کرنے میں کہیں رُک جاتے تو فرائڈ انہیں یہ یقین دلا دیتا کہ جب وہ ان کی پیشانی کو اپنے ہاتھ سے قدرے دبائے گا تو تمام واقعات بلا کم وکاست یاد آجائیں گے، اور ان کا

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹) معمول کو حکم دیتا کہ ٹھنڈے ستون کو چھو کر سخت جلن محسوس کرے۔ چنانچہ معمول حقیقت میں جلن محسوس کرتا، اور اس کے ہاتھوں پر جلن کے نشانات بھی پائے جاتے۔ برنہیم "تحلیل نفسی" میں بھی کافی مہارت رکھتا تھا۔

حافظہ بالکل تازہ ہو جائے گا۔ یہ طریقہ بھی بہت کچھ مفید ثابت ہوا۔ بعد میں فرآڈ اس کو "فشاری طریقے" کے نام سے موسوم کیا۔ یہ طریقہ تنویمی طریقے سے اس لحاظ سے ملتا ہے کہ دونوں طریقوں میں معمول پر صرف عامل ہی کی باتوں کا ممکن ہے۔ عامل کے علاوہ کسی دوسرے شخص کا عمل ناممکن ہے۔ مریض کو صرف عامل ہی یقین دلا سکتا ہے کہ وہ اپنے واقعات و حوادث کو بہ خوبی بیان کرسکتا ہے۔ یہ یقین کسی دوسرے شخص سے ممکن نہیں۔

## مزاحمت و امتناع:

گو یہ طریقہ فرآڈ کے لیے بہت ہی کارآمد ثابت ہوا (کیونکہ اس طریقے میں کوئی غلطی نہ تھی، اور تمام مریض اسی طریقے سے فراموش شدہ واقعات کم و بیش دہرانے میں کامیاب ہو جاتے تھے) لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ فراموش شدہ واقعات آسانی سے یاد آجاتے، فشار سے

ہمیشہ صحیح واقعات یاد نہ آتے۔ صحیح واقعات کی یاد کے لیے بہت سی مشقت کی ضرورت تھی۔ فرائڈ نے جلد ہی یہ بھی معلوم کرلیا کہ ایسے واقعات جو یاد نہیں آتے ان کا باعث ایک ایسی طاقت ہے جو ان واقعات کو شعور میں نہیں آنے دیتی۔ ان کو شعور میں لانے کے لیے اس طاقت سے ساتھ بہت سی جد وجہد کی ضرورت ہے۔ کیونکہ صرف اسی طرح اس طاقت کو مغلوب کرنے کے بعد راستہ صاف کیا جاسکتا ہے۔ فرائڈ نے یہ بھی دریافت کیا کہ یہ طاقت جو ان کو شعور میں نہیں آنے دیتی وہی طاقت ہے جو ان واقعات کو فراموش کرنے کا باعث ہے۔ یعنی جو طاقت حافظے کو شعور میں نہیں آنے دیتی بلا شک و شبہ وہی طاقت ہے جس نے ابتدا میں حافظے کو شعور سے باہر پھینکا تھا۔ پہلی حالت میں فرائڈ نے اس طاقت کو جو معمول کے چند واقعات یاد کرنے میں حارج ہے "مزاحمت" کا نام دیا، اور دوسری حالت میں اس نے اس طاقت کو

جو فی الحقیقت اس فراموشی کا باعث ہے "امتناع" سے موسوم کیا۔ یہی طاقت جس کے دو مختلف نام ہیں، فرآڈ کے "تحلیل نفسی" کی سنگ بنیاد ہے۔

## مسایل تحلیل نفسی :

"امتناع" کی حقیقت فرآڈ نے چند مریضوں پر تجربہ کرتے ہوئے دریافت کی۔ اس نے ہر دفعہ یہ معلوم کیا کہ وہ چیزیں جو یاد نہیں کی جاتیں، بلا شک و شبہ ایسی ہوتی ہیں جن کی یاد سے مریض کو نادم ہونا پڑتا ہے، یا جن سے ناگوار احساس طاری ہو جاتے ہیں۔ گذشتہ واقعات کے شعور میں نہ آنے کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے۔ یہ واقعات بالعموم مریض کی ایسی خواہشوں سے تعلق رکھتے ہیں جو مدت ہوئی اس کے اخلاق سے برسرپیکار رہ چکی تھیں۔ یہیں سے اختناق الرحم کی علامات سمجھ میں آسکتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو متعدد دماغی حوادث سے طاقت حاصل ہوتی ہے۔ یعنے سب سے پہلے ناپسندیدہ خواہش

پھر دماغی کش مکش، پھر امتناع اور سب سے آخر علامات کی بناوٹ سے۔ اختناق الرحم کی علامات کو ان تمام دماغی حوادث سے یکے بعد دیگرے گذرنا پڑتا ہے۔ یعنے جب ناپسندیدہ خواہشیں دماغی کش مکش میں آکر متمنع ہو جاتی ہیں تو اختناق الرحم (یا عصبی بیماریوں) کی مخصوص علامات ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اس سلسلے کی ہر ایک کڑی سے ایک نیا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔

۱۔ کن اقسام کی خواہشیں (یا خیالات) عصبی امراض کے مریضوں کو اتنی ناپسند ہوتی ہیں کہ مریض ان کو رد کر دیتے ہیں اور وہ ممتنع ہو جاتی ہیں۔

۲۔ ایسی خواہشوں کے مقابل جو طاقتیں کام کرتی ہیں ان کی حقیقت اور ماہیت کے متعلق ہم کیا جانتے ہیں؟

۳۔ اُن ناپسندیدہ خواہشوں اور خیالوں پر کیا گذرتی ہے جب کہ وہ ممتنع ہو جاتے

ہیں ۔ اور

۴ ۔ علامتوں اور ممتنع خواہشوں کا آپس میں کیا تعلق ہے ؟

۱ ۔ ڈاکٹر فرائڈ نے جب علیحدہ مشق شروع کی تو اس نے فشاری طریقہ بھی ترک کر دیا ، اور مریض کی خاص خاص علامات کا طریقہ بھی ۔ فرائڈ نے جتنے مریض دیکھے ، ان سب کی علامات نہایت ہی پیچیدہ تھیں ، اور ان کو سمجھنا بہت ہی مشکل تھا ۔ اب فرائڈ اپنے مریض کو آرام سے اس طرح بٹھا دیتا ، جس طرح وہ حالت تنویم میں بیٹھتا ۔ اس کے بعد مریض کو اپنی بالکل سچی داستان سنانے کے لیے کہتا ، اور اسے اس امر کی تاکید کر دیتا کہ وہ کوئی بات خواہ وہ کسی قسم کی کیوں نہ ہو ہرگز نہ چھپائے ۔ مریض کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے کسی واقعہ کو معمولی یا باعث ندامت خیال کر کے طبیب سے چھپائے ۔ اس طریقے کا نام

Mitchell: Problems in Psychopathology. ؎

فراڈ نے "اتلاف اختیاری" (Free Association) رکھا۔ مریض کے لیے یہ بہت مشکل کام تھا۔ کیونکہ اس کے ذہن میں ایسی ایسی باتیں آتیں جن کے بتانے کی وہ پروا نہ کرتا، یا کسی خاص وجہ سے ان کو فراڈ سے پوشیدہ رکھنا ہی مناسب خیال کرتا۔ فراڈ کو بار بار اس کا وعدہ یاد دلانا پڑتا، لیکن جب تجربہ شروع ہو جاتا، تو مخصوص واقعات نہ بتانے کی شرم جاتی رہتی، اور وہ تمام واقعات اس سے کہتا جاتا۔ مریض کو معلوم ہو جاتا کہ اس کی صحت کا راز اسی میں مضمر ہے کہ وہ فراڈ سے کوئی واقعہ نہ چھپائے۔ اس مشکل پر تو فراڈ غالب آگیا، لیکن ابھی اور مصیبت باقی تھی۔ یعنے ممتنع واقعات اور خواہشوں کو شعور میں کس طرح واپس لایا جائے۔ وہ طاقت جو امتناع میں کام کر رہی تھی اس وقت بھی موجود تھی، اور خیالات کو عرفان میں آنے سے باز رکھتی تھی۔ کیونکہ مریض کی خواہش کے باوجود وہ طاقت اپنے کام میں ہمہ تن مصروف تھی۔ بہت سے

خیالات جو مریض کے ذہن میں آتے بہ ظاہر مرض کے ساتھ ان کا کچھ بھی تعلق معلوم نہ ہوتا اور اکثر واقعات تو بالکل ہی مہمل معلوم ہوتے۔ لیکن فرائڈ کو یقین تھا کہ یہ فضول اور مہمل واقعات بھی مریض کے ممتنع واقعات اور خواہشوں سے وابستہ ہیں، اور اس لحاظ سے یہ بھی ضروری ہیں۔ فرائڈ کا یہ یقین درست تھا، کیونکہ جب ان مہمل خیالات پر اور زیادہ روشنی ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ ان کا تعلق فی الحقیقت مریض کے نہایت ضروری واقعات سے ہے۔

فرائڈ اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھنا چاہتا تھا۔ وہ ایسے طریقے کا خواہش مند تھا جس سے مریض کے از یاد رفتہ واقعات کا بلا واسطہ مطالعہ کیا جا سکے۔ اس پر جلد ہی واضح ہو گیا کہ مریض کے خواب اس کام کے لیے نہایت ہی موزوں ہیں۔ مریض گذشتہ رات، یا اپنی بیماری سے پہلے کا کوئی خواب سناتا، اور فرائڈ کی مدد سے خواب کے

ہر ایک فقرے کے متعلق اپنے خیالات "ائتلاف اختیاری" کے طریقے پر قایم کرتا۔ مرض کی علامات کے مضمر معانی معلوم کرنے کے لیے مریض کے خواب بہت ہی کارآمد ثابت ہوئے۔ "تحلیل نفسی" میں فراڈ کا دریافت شدہ تعبیر خواب کا طریقہ بہت ہی مفید ثابت ہوا۔ اس نے خوابوں کے تمام مشہور و معروف نظریے اپنی پہلی مشہور و معروف کتاب "تعبیر خواب" Interpretation of Dreams میں درج کیے۔ یہ کتاب اپنی طرز میں بے نظیر کتاب ہے، اور بلا مبالغہ اس موضوع پر بہترین۔ اس میں فراڈ نے زیادہ تر اپنے خوابوں کی ہی تحلیل کی ہے۔ "خوابوں کے وجوہ" "خواب ممتنع خواہش کی تکمیل گاہ کی حیثیت سے" "خوابوں کا منبع اور مواد" اور "نفسیات احلام" وغیرہ مضامین پر فراڈ نے نہایت ہی خوبی اور وضاحت سے روشنی ڈالی ہے۔ اس کے پیرووں نے اس کتاب کو علمی اور عملی لحاظ سے بے نظیر پاکر اپنے انکشافات کے لیے راہبر بنایا۔ اس کے بعد اس نے ۱۹۰۱ء میں اپنی دوسری مشہور کتاب "حیات یومیہ کی مرضیات نفسی"

(Psychopathology of Everyday Life) میں روزمرہ کی معمولی غلطیوں کی، جن کو اکثر ہم نظر انداز کر جاتے ہیں، تشریح کی ہے اور واضح کیا ہے کہ ان کا بھی مرض کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے۔

کچھ عرصہ بعد فرائڈ اور دوسرے ماہروں نے متواتر کوششوں سے معلوم کیا کہ خواب میں چند عناصر ایسے بھی ہوتے ہیں جو صنفی زندگی یا صنفی چیزوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ مثلاً تین کا عدد، درخت، چھتری، نوکدار اور تیز آلات، بندوق، پستول، پنسل اور قلم وغیرہ مرد کے اعضاء مخصوص کو ظاہر کرتے ہیں۔ جاندار اشیا میں سے جونک، سانپ، مچھلیاں اور چھوٹے بچے عضو تناسل کو ظاہر کرتے ہیں۔ عورت کے اعضاء مخصوص خواب میں اکثر غار، جیب، کمرہ، میز، کتاب، منہ، گرجا، چشمہ اور جنگل وغیرہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ سیب، ناشپاتی، سنگترہ، تربوز اور ککڑی وغیرہ عورت کی چھاتی کے نشان ہیں۔ ہوا میں اڑتا ہوا ہوائی جہاز میں بیٹھنا مباشرت کی علامات ہیں۔

درخت کی شاخ کو کھینچنا یا دانت باہر نکالنا یہ جلق کی عادت کو ظاہر کرتے ہیں۔ پانی سے نکلنا یا غوطہ زنی کرنا پیدائش کی علامات ہیں[1]۔ ان علامات کے مقرر کرنے کے بعد تحلیل نفسی کی مشق کرنے والوں کو بہت کچھ سہولت ہوگئی۔ کیونکہ جب مریض اپنا خواب سناتا اور اس کے خواب میں مندرجۂ بالا اشیا میں سے کوئی شے موجود ہوتی، تو انھیں معانی اخذ کرنے میں کوئی دقت نہ اٹھانی پڑتی۔ لیکن اصل مصیبت پھر بھی

[1] ۔ بعض طبیب مثلاً ڈاکٹر ریورز، ان صنفی علامات سے متفق نہیں۔ ڈاکٹر ریورز نے اپنی کتاب "نزاع اور خواب" (Conflict and Dream) میں اس موضوع پر کافی بحث کرکے یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ ایسی علامات صنفی نہیں ہوسکتیں۔ لیکن میرے خیال میں فراڈ اور اس کے پیرودں کی دلائل زیادہ مدلل ہیں، اور ایسی چیزیں فی الواقع صنفی اعضا، کو ظاہر کرتی ہیں

باقی تھی۔ مریض کو اس کے مرض کی حقیقت سے آگاہ کرنے کے علاوہ مرض کی وجوہ سے مطلع کرنا زیادہ ضروری تھا، اور اس کام کے لیے پھر "استلاف اختیاری" کی ضرورت تھی۔

جب مریض کو آپ بیتی سُنانے کے لیے کہا جاتا، تو معلوم ہوتا کہ اس کی آپ بیتی میں بہت سے وقفے رہ گئے ہیں۔ ان میں سے بہت سے وقفے تو ان یادداشتوں پر منحصر ہوتے، جو صرف اسی وقت ہی فراموش ہو جاتے، ورنہ وہ دیگر اوقات میں بآسانی یاد کرنے کے قابل ہوتے۔ بہت سے واقعات ایسے ہوتے جو مریض کے ذہن میں اس وقت آتے تو تھے، لیکن وہ کسی ندامت کے سبب سے طبیب سے نہ کہتا۔ کیونکہ وہ واقعات مریض کو شرمندہ کرنے یا اس کے لیے تکلیف دہ ثابت ہوتے۔ یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ایسے واقعات جو اراداتاً روکے جاتے یا جو ممتنع ہو جاتے صرف وہی ہوتے جن سے مریض کو نادم ہونا پڑتا۔ فرائڈ نے

پے در پے تجربات سے یہ نتیجہ نکالا کہ شرم اور ندامت بھی امتناع کا کام دیتی ہے۔ کیونکہ فراموش شدہ واقعات کو یہ بھی شعور میں آنے سے روکتی ہے۔ ایسی ممتنع خواہشات جو عصبی مریضوں کے ذہن میں ہوتی ہیں، ان کی صنفی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں۔ فرائڈ کو نہ صرف شارکو کا فقرہ ہی یاد آیا کہ تمام عصبی مرضوں میں صنفی رکاوٹیں موجود ہوتی ہیں بلکہ اس نے یہ بھی دریافت کیا کہ ممتنع صنفی خواہشیں، جو مجلس کے آداب یا اور ضروریات کی وجہ سے دبا دی گئی تھیں، عوام الناس میں بھی موجود ہوتی ہیں۔ یعنے یہ خواہشیں ان پر بھی غالب ہوتی ہیں۔ اس بات پر فرائڈ کے ساتھ اس کے دوسرے رفیق متفق نہیں کیونکہ فرائڈ نے صنفی زندگی پر بہت ہی زور دیا ہے۔

فرائڈ نے مریض کے تجربات اور خیالات پر مزید روشنی ڈالنے سے معلوم کیا کہ مریض کے وہ واقعات جو شعور میں نہیں آتے یا کسی تکلیف یا ندامت کے سبب سے نہیں لائے جاتے اس کی ذاتی زندگی سے

تعلق رکھتے ہیں یا اس کی عشقیہ زندگی سے۔ خصوصاً وہ زندگی جس میں صنفی پہلو خاص طور پر ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ سب سے پہلے تو یہ معلوم ہوگا کہ ایسی خواہشیں اس کے حال کے واقعات سے تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن اگر اس تجربے کا بہ نظر غائر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ایسی خواہشیں آغاز سن بلوغ کی ہیں بلوغ اگرچہ جسمانی اور ذہنی تکمیل کا وقت گنا جاتا ہے لیکن بالعموم انسان کی صنفی خواہشیں اس زمانے سے پہلے ہی ظاہر ہو جاتی ہیں۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بالغ آدمیوں کے صنفی میلانات یا تجربات ان کے بچپن کے تعلقات سے وابستہ ہوتے ہیں، اگرچہ ان کو صنفی نہیں کہا جاتا۔ لیکن بچوں کی ایسی خواہشیں بھی اسی طرح کی ہیں، جس طرح بالغ آدمیوں کی۔ یعنے سوسائٹی میں دونوں کی خواہشوں کو صنفی ہونے کی وجہ سے ناپسند کیا جاتا ہے۔

بالغ آدمیوں کی طرح بچوں کی زندگی بھی صنفی ہوتی ہے جس کا آغاز بچوں کی پیدائش ہے۔ اگرچہ

یہ ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہے لیکن طفلانہ قصد اپنے اطوار سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جسم کے حساس حصوں کی بہ دولت ان کے احساس کی وجہ سے لذت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے مختلف درجے ہیں۔ پہلے درجے میں دودھ پیتے بچے اپنی مختلف حرکات سے لذت حاصل کرتے ہیں۔ عموماً یہ حرکات ان کی ماں کی چھاتی سے وابستہ ہوتی ہیں۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جب بچہ روتا ہے تو اس کی ماں اپنی چھاتی اس کے منہ کے قریب لے جاتی ہے تو بچہ چپ ہو جاتا ہے، کیونکہ اس طریقے سے بچے کی صنفی خواہش پوری ہو جاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شروع میں بچے کی صنفی خواہش اس کی خوراک کی خواہش کے ساتھ ملحق ہوتی ہے، لیکن بچے کی ماں یا دایہ اس سے بہ خوبی واقف ہے کہ بچہ بار بار چلمے کو منہ میں رکھ کر چوستا ہے۔ ایسا فعل دہرانے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اکثر اوقات بچہ محض لذت کے لیے ہی چلمے کو منہ میں رکھتا ہے۔

بچوں میں اس صنفی خواہش کا انکشاف سب سے پہلے ڈاکٹر لینڈنر نے کیا ۔ اس نے صنفی پہلو کو اس بات سے بھی واضح کیا ہے کہ بچے کی ماں کو دودھ چھڑانے میں اکثر دقت کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے ۔ یہ لذت جو بچے نے سب سے پہلے اپنی خوراک حاصل کرتے ہوئے حاصل کی تھی جلد ہی علیحدہ حیثیت رکھنے لگ جاتی ہے ۔ جب بچہ اس سے ذرا بڑا ہوتا ہے تو ماں کی چھاتی کی بجائے اپنے ہاتھ کا انگوٹھا یا ربڑ کی گھٹنی چوس چوس کر اپنی خواہش پوری کرتا ہے ۔ چوسنے میں اس کا مقصد محض صنفی خواہش ہوتا ہے ۔ اس فعل سے بچے کو اکثر ناخن چبانے یا ایسی ہی کوئی اور حرکت کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے ۔ اس درجے میں جو تقریباً تین سال تک رہتا ہے یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ بچے کی تمام صنفی خواہشیں منہ کے ذریعے سے ہی پوری ہوتی ہیں ۔ بالغ ہونے پر یہی خواہش جو زندگی میں سب سے پہلے ظاہر ہوئی تھی، بوسے کی صورت اختیار کر لیتی ہے ۔ حقیقت میں بوسہ

دینے اور چوسنے میں کوئی اتنا فرق نہیں - دونوں صورتوں میں صنفی خواہش منہ سے ہی پوری ہوتی ہے۔ تین سال کے بعد بچے میں شہوت کے آثار بھی نمایاں ہو جاتے ہیں۔ وہ انگوٹھے کی بجائے اپنے عضو مخصوص سے لذت حاصل کرتا ہے۔ اکثر دفعہ بعد میں جاکر یہ لذت مشت زنی (جلق) یا ایسی ہی کسی اور عادت پر منتج ہوتی ہے۔ یہ صنفی زندگی کا دوسرا درجہ ہے لڑکیاں اس درجے میں اپنے مخصوص اعضا کی رگڑ سے لذت حاصل کرتی ہیں۔ لڑکے اور لڑکیاں کھیلتے وقت ایک دوسرے کے مخصوص اعضا دیکھنے یا اور مختلف حرکات سے سرور حاصل کرتے ہیں، اور اکثر ایک دوسرے کے اعضا کے متعلق گفتگو کرتے رہتے ہیں - بچے کی خواہش عموماً پیشاب کرتے ہوئے یا کسی دوسرے کو ایسا فعل کرتے ہوئے دیکھنے سے شہوت میں تبدیل ہو جاتی ہے - اور یہی خواہش بعد میں جاکر اغلام کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے - تیسرا درجہ ذرا زیادہ پیچیدہ ہے۔ کیونکہ اس صورت میں

ان کا جذبہ اپنی انتہائی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ کوئی اپنی صنفی خواہش جلق کی عادت سے پوری کرلیتا ہے اور کوئی اغلام کے ذریعے سے۔ اس درجے میں بعد میں جاکر کسی دوسری مخالف جنس کی تلاش کرنی پڑتی ہے۔ محبت وغیرہ کے ابتدائی منازل طے کرنے کے بعد دونوں شروع میں پوشیدہ طور پر آپس میں ملتے ہیں (بعض اوقات تنہائی کی ملاقاتیں زنا کی صورت بھی اختیار کرلیتی ہیں) اور اکثر بلوغ کے وقت یہ تعلقات ازدواجی بھی ہو جاتے ہیں، یا شادی اور جگہ ہو جانے کے بعد ایسے تعلقات میں بہت کچھ فرق آجاتا ہے اور اکثر قبیح عادتیں بھی چھوٹ جاتی ہیں۔ بلکہ ہمارے ملک ہندوستان میں تو آوارگی کا بہترین علاج شادی ہے۔ یہ ازدواجی تعلقات فی الحقیقت صنفی زندگی کے چھٹے درجے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ درجہ زیادہ پیچیدہ اور اہم ہوتا ہے، (کیونکہ انسان زیادہ سنجیدہ ہو کر اپنی ذمہ داری کو محسوس کرنے لگ جاتا ہے) نتیجہ یہ کہ

بچوں کی تمام حرکات و سکنات میں، خواہ وہ کسی عمر میں سرزد ہوں صنفی پہلو ضرور ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں نفسیات کی رو سے یہ صنفی جبلت پیدائشی ہوتی ہے اور پیدائش کے فوراً بعد ہی بچے اس کو استعمال کرنے لگ جاتے ہیں۔[1]

۲۔ فرائڈ کے لیے تحلیل نفسی میں سب سے اہم چیز امتناع اور طفلی صنفیت ہے۔ اگر ہم ان دو مختلف نظریوں کو ملا دیں تو ہمیں ڈاکٹر فرائڈ کی نفسیات سمجھنے میں کوئی مشکل باقی نہیں رہتی۔

---

[1] ۔ مسز سوسن اسحاق نے حال ہی میں "بچوں میں معاشری نشو و نما" (Social Developments in Young Children) کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے جس میں اس نے ایسے تعلقات اور بچوں کی تناسلی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر مفصل بحث کی ہے۔ اس کتاب کی پہلی جلد بھی اس موضوع پر بے نظیر کتاب ہے۔

یعنے "ممتنع طفلی صنفیت (Repressed Infantile sexuality)
یہ تین لفظ ایسے ہیں جو تحلیل نفسی میں نہایت ہی ضروری حصہ لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ فراڈ کے تحلیل نفسی کی بنیاد ہی انھیں الفاظ پر ہے۔ ہم یہ پیچھے دیکھ چکے ہیں کہ مریض کے ایسے واقعات جو شعور میں نہیں آسکتے یا بڑی دقت سے لائے جاتے ہیں اس کی صنفی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں اور صنفی ہونے کے سبب سے ہی ممتنع ہو جاتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ اس کے ایسے واقعات حال کی زندگی سے ہی تعلق رکھیں۔ بلکہ ایسے واقعات زیادہ تر سن بلوغ سے بھی پہلے کے ہوتے ہیں۔ کیونکہ بچے کی پیدائش کے فوراً بعد ہی اس کی صنفی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ اگر ہم عصبی مریضوں کے فراموش شدہ واقعات کا علم حاصل کرنا چاہیں تو ہماری تحلیل کا دارو مدار "ممتنع طفلی صنفیت" پر ہوگا۔ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ صنفیت کی مخالف طاقت کیا ہوسکتی ہے؟

یعنی اس طاقت کی اصلیت اور حقیقت کیا ہے
جس سے ان فراموش شدہ واقعات (طفلی صنفیت) کا
مقابلہ ہوا اور جس کی وجہ سے ایسے واقعات ممتنع
ہوئے؟ فراڈ نے شروع شروع میں گو مزاحمت،
امتناع اور مقابلہ وغیرہ پر کافی روشنی ڈالی لیکن
اس نے ان کی ضد کے متعلق کچھ اتنی توجہ نہ کی۔
کبھی کبھی وہ ذہن کی اس طاقتور ہستی کو "انا" (Ego)
یا "انائی قصد" سے موسوم کرتا۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی
ظاہر کر دیتا کہ وہ ان کی حقیقت کے متعلق بہت ہی
کم جانتا ہے۔ ان کے متعلق اتنا ہی علم کافی خیال
کیا گیا کہ انائی قصد سے صنفی قصد کا مقابلہ ہوتا ہے۔
مدت تک اس کے متعلق کچھ تحقیقات نہ ہو سکی اور
نہ ہی اس تحقیقات کو ضروری خیال کیا گیا، صرف
چند ہی سال ہوئے ہیں کہ ماہرین تحلیل نفسی نے
اپنی توجہ انائی قصد کی تحلیل کی طرف مبذول کی ہے۔
فراڈ نے "انا" پر مزید روشنی ڈالی تو معلوم
ہوا کہ "انا" اور صنفی قصد یا شہوت (Libido) میں

کوئی اتنا فرق نہیں۔ ایسے انسان موجود ہیں جو
اپنے آپ پر عاشق ہیں۔ یعنے ان کا محبوب ان کا
"انا" ہے۔ اس قسم کی صنفی زندگی کا نام قصص الاوثان
کے ایک بطل "نرگس" (Narcissus) پر جو ندی میں
اپنا عکس دیکھ کر اس پر عاشق ہوگیا تھا "نرگسیت"
(Narcissism) رکھا گیا۔ یہ نرگسیت چھوٹے
بچوں میں بھی موجود ہوتی ہے جس کا ظہور اس
زمانے میں ہوتا ہے، جب وہ دوسرے آدمیوں
میں سے اپنا محبوب چننے کے ناقابل ہوتے ہیں۔
یعنے جب چھوٹے بچے کسی اور کو محبوب نہیں بنا سکتے تو
یہ جذبہ اپنے آپ پر ہی منتقل کر لیتے ہیں۔ اگر
"انا" اس طریقے سے محبت کا مرکز ہو سکتا ہے تو
یہ کسی نہ کسی صورت میں شہوت کے دائرے سے
تعلق رکھتا ہے۔ وہ جبلت جو شخصی حفاظت کے
نام سے موسوم کی جاتی ہے اور جو پہلے شہوت کی
ضد خیال کی گئی تھی اسی کی شریک کار معلوم ہوتی ہے۔
"انا" کا اور قصد بھی ہو سکتا ہے لیکن اس کو شہوت کی ضد

نہیں خیال کیا جاسکتا ۔ صنفی جبلت ہیں جب جبلت حفاظت ذات شامل کی گئی، تو اس کا نام فرائڈ نے "ایراس" (Eros) یا "جبلت حیات" رکھا۔ اس جبلت کے خلاف جو طاقت خاموشی سے کام کر رہی ہے وہ "جبلت موت" ہے، اور موت اس جبلت کا نصب العین ہے۔

ذہن میں ان دو مخالف طاقتوں کے مقابلے سے امتناع واقع ہوتا ہے اور اس کا فیصلہ "انا" کے ایک خاص حصے کے ذمے ہے جو "اعلیٰ انا" (Super-Ego) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ درحقیقت امتناع کا باعث "انا" کا یہی حکمران حصہ ہے لیکن عملی کام کے لیے تحلیل نفسی میں ان مخالف امتناع والی طاقتوں کو محض "انا" کا نام ہی دیا جاتا ہے، اور اس کو ان تمام طاقتوں پر مشتمل خیال کیا جاتا ہے جو صنفی جبلت کا مقابلہ کریں۔ یعنے خواہشیں ممتنع اس وقت ہوتی ہیں جب انائی قصد یا انائی خواہشوں کے ساتھ ان کا مقابلہ ہو لیکن انائی خواہشوں میں

جبلت حفاظت ذات شامل نہ ہو۔ تہذیب اور تعلیم کا اثر وغیرہ بھی صنفی جبلت کی ضد والی طاقتوں میں شامل کیا جاتا ہے یا دوسرے الفاظ میں ان کو بھی انائی خواہش ہی خیال کیا جاتا ہے[1]۔

۳۔ عصبی مریضوں کو واقعات کیوں فراموش ہو جاتے ہیں؟ اس سوال کا جواب دینے کے ہم اب قابل ہو گئے ہیں۔ چند اقسام کی صنفی خواہشات اور ان کے شریک کار خیالات کا "انائی خواہشات" کے ساتھ مقابلہ ہوتا ہے تو اس مقابلے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسی خواہشات اور خیالات جن کو "انا" (اعلیٰ انا) ناپسند کرتا ہے، ممتنع ہو جاتی ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امتناع کا یہ فعل کس چیز پر منحصر ہوتا ہے؟ اور ممتنع خیالات پر کیا گذرتی ہے؟ یہ تو ظاہر ہے کہ ایسے خیالات بالکل ہی ضایع نہیں ہو جاتے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو

---

[1] Freud: Ego and The Id.

یہ مریض کو نہ تو کچھ تکلیف ہی دیتے اور نہ ہی مخصوص علامات پیدا کر سکتے۔ عصبی مرضوں کے متعلق ہم جو کچھ جانتے ہیں، اس سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ ممتنع خیالات کا تعلق ایسے مرضوں کے اسباب کے ساتھ نہایت ہی گہرا ہے۔ علاوہ ازیں فراموش شدہ واقعات کا اکثر اوقات دوبارہ ذہن میں آجانے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایسے خیالات بالکل ہی ضایع نہیں ہو گئے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بچپن کے فراموش شدہ واقعات ایک مدت کے بعد اچانک یاد آجاتے ہیں۔ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ ایسے واقعات اب تک کہاں رہے ہیں؟ کیا یہ ذہن سے باہر رہے ہیں؟ اور کیا یہ ذہن میں تھے، لیکن شعور میں آنے کے ناقابل تھے کیونکہ ان میں وہ صفت جو انھیں شعور میں واپس لاتی ہے مفقود تھی؟

ایسے سوالات ہر اس خیال کے متعلق جو فراموش ہو چکا ہو خواہ وہ ممتنع نہ بھی ہو پیدا ہو سکتے ہیں۔ اکثر کا یقین یہ ہے کہ ہر ذہنی حادثہ

اپنے نشانات پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ اور جب اسے مناسب داعی ملتا ہے تو یہ ذہنی حادثہ پھر تازہ ہو جاتا ہے۔ ایسے نشانات طبیعی یا ذہنی ہوتے ہیں۔ فرائڈ نے "تمہیدی لکچروں" میں اس سقم کو اچھی طرح واضح کیا ہے۔ ہر ایک واحد قضیہ سب سے پہلے بے شعور طبیعی طریقوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اس طریقے سے وہ چند خاص شرائط کے پورا ہو جانے کے بعد شعور میں داخل ہو سکتا ہے۔

وہ تجربہ جو شعور سے نکل چکا ہے اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک ذہنی نشان کی صورت میں ابھی ذہن میں موجود ہے کیوں کہ وہ تجربہ اس وقت شعور میں موجود نہ ہونے کے باعث بھی ذہن میں موجود ہے لیکن چونکہ وہ شعور میں نہیں ہے اس لیے وہ خاص شرائط پوری نہ ہو جانے تک بے شعوری میں موجود رہتا ہے۔ ہم روزمرہ کے واقعات سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ ہمارے ایسے تجربات اور حوادث

جو فراموش ہو چکے ہیں دو قسم کے ہیں۔ ایسے حوادث جن کو ہم بالکل معمولی کوشش سے شعور میں واپس لا سکتے ہیں، اور دوسرے ایسے حوادث جن کو شعور میں واپس لانا بہت ہی مشکل کام ہے۔ یعنے جو ماہر تحلیل نفس کی مدد کے بغیر شعور میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اس قسم میں اختناق الرحم کی مریضہ کے فراموش شدہ یا ممتنع واقعات شامل ہیں جن کو واپس لانا ماہرین تحلیل نفس کے لیے اہم کام ہے۔ ان دو قسم کے حوادث میں فرق کرنا ہمارا فرض ہے۔ ایسے فراموش شدہ واقعات اور حوادث جو بہت جلد یاد کیئے جا سکتے ہیں فراڈ ان کو "قبل شعوری" (Pre-conscious) کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ ان واقعات کو جو شعور میں واپس آنے کے ناقابل ہیں، یا بڑی مشکل سے واپس لائے جاتے ہیں، "بے شعوری" (un-conscious) کے نام سے تعبیر کرتا ہے۔ اس قسم میں وہ تمام حوادث داخل ہیں جو شعور میں صرف خاص خاص طریقوں سے ہی لائے جاتے ہیں۔ مثلاً تنویمی اور تحلیل نفس کے

طریقوں سے اس قسم کو ہم اس تمثیل سے بہت اچھی طرح واضح کر سکتے ہیں :

ایک ایسا کمرہ فرض کر لیجئے جس میں مختلف ذہنی واقعات اور حوادث تلاطم برپا کرتے ہیں۔ اس کمرے کے دروازے پر دربان ان تمام واقعات کا امتحان کرتا ہے ۔ بعض واقعات کو دوسرے کمرے میں جو شعور کی رہائش ہے داخل ہونے کی اجازت دیتا ہے ، لیکن بعض واقعات کو وہ اجازت نہیں دیتا کیوں کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ واقعات شعور میں آنے کے ناقابل ہیں ۔ یہ واقعات ممتنع واقعات کے نام سے موسوم کیئے جاتے ہیں ، اور ان کو بے شعوری میں بھیج دیا جاتا ہے ، جہاں ان کی ہستی شعور کے لیے تقریباً معدوم ہی ہوتی ہے ۔ لیکن ایسے واقعات جن کو دربان سے داخل ہونے کی اجازت مل گئی تھی، ایک اور کمرے میں انتظار کرتے رہتے ہیں ، اور باری باری سے "شعور" میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔ یہ واقعات "قبل شعوری" کے نام سے یاد کیئے

جاتے ہیں۔[1]

ڈاکٹر سی۔ ڈی۔ براڈ نے حال ہی میں اپنی کتاب "ذہن اور نظام کائنات میں اس کا مقام" میں ایسی تفریق کی ہے۔ وہ قبل شعوری کو سہل المقابلہ" (Accessible) کا نام دیتا ہے اور بے شعوری یاد داشتوں کو "غیر سہل المقابلہ" (Inaccessible) کا۔ ایسے واقعات جو بغیر دقت سے معمولی طریقوں سے ہی یاد کیے جا سکیں؛ پہلی قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن اگر وہی واقعات ممتنع ہونے کی وجہ سے یا کسی اور سبب شعور میں واپس آنے کے ناقابل ہوں اور صرف خاص خاص طریقوں سے ہی شعور میں داخل کئے جا سکیں تو یہ دوسری قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ اختناق الرحم اور عصبی مریضوں کی یاد داشت دوسرے گروہ سے

---

[1] Introductory Lectures on Psycho Analysis.

تعلق رکھتی ہے، کیوں کہ تحلیل نفس کے ماہرین کے لیے سب سے بڑی دقت انھیں ممتنع واقعات کو شعور میں لانا ہے۔

جب امتناع واقع ہوتا ہے تو چند واقعات جو کسی زمانے میں فی الحقیقت خوشگوار تھے المناک یا ناگوار بن جاتے ہیں۔ ایسے المناک واقعات کو شعور سے باہر دھکیل دیا جاتا ہے۔ کیوں کہ ان کی یاد داشت تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے، اور مریض کو ان کی یاد سے نادم ہونا پڑتا ہے۔ میں ایک عصبی مریض کو جانتا ہوں جو نوجوانی کے عالم میں اپنی بھاوج کو دل دے چکا تھا۔ اس زمانے میں اس کے لیے یہ واقعہ نہایت ہی خوشگوار تھا لیکن عرصہ بعد چند وجوہ سے وہ اُن ناجائز تعلقات سے باز آگیا اور اس نے اس صنفی خواہش کو ممتنع کر دیا۔ اس واقعے کے تقریباً بیس سال بعد جب ممتنع خواہش شعور میں واپس لائی گئی تو اس نے نہایت ہی ندامت سے واقعہ دھرایا۔ یہاں تک کہ ندامت کے آثار اس کے

چہرے پر بھی نمایاں تھے۔ ہم آگے چل کر دیکھیں گے کہ ایسی ممتنع خواہشیں کس طرح تکلیف دہ ثابت ہوتی ہیں۔

اگرچہ یہ قانون ہے کہ ایسی خواہشیں' جو ممتنع ہوگئی ہوں' بے شعور رہتی ہیں لیکن بعض اوقات عصبی مریض کی خواہشیں امتناع کے بعد بے شعوری میں اتنی طاقت حاصل کر لیتی ہیں کہ وہ ہر لحظہ شعور میں آنے کی کوشش میں سرگرم رہتی ہیں۔ کیوں کہ ایسی خواہشیں امتناع سے پہلے ذہن میں اتنی تقویت حاصل کر چکی تھیں کہ امتناع کا مکمل طور پر کامیاب ہونا ناممکن تھا۔ ضرورتاً ایسی خواہشیں ممتنع تو ہوگئیں' لیکن بے شعوری میں ان کی طاقت پھر بھی باقی تھی۔ اور وہ محض موقع کی منتظر تھیں، اس قسم کی طاقتور خواہشیں امتناع کے بعد بھی شعور میں واپس آنے کی اتنی خواہش مند ہوتی ہیں کہ امتناع کی طاقتیں ایسی خواہشوں پر جو ممتنع ہو چکی ہوتی ہیں پورا پورا تسلط نہیں رکھ سکتیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آخر کار شعور میں انھیں داخل ہونے کی اجازت

مل جاتی ہے اور اس طرح سے وہ سرور حاصل کرلیتی ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ انھوں نے ایسی صورت اختیار کرلی ہو اور ان خواہشوں کی اصلیت بالکل ہی معدوم ہوگئی ہو اور ان کی حقیقت اور اس سرور کی اصلیت بالکل ہی پہچانی نہ جائے اور نہ ہی ان کی اصلیت کا کسی کو مغالطہ ہو۔ فراڈ کے نزدیک اختناق الرحم کی مریضہ کی تمام علامات اس کی اسی طرح کی دیرینہ خواہشیں ہوتی ہیں جو شعور میں داخل ہوتے وقت کوئی اور صورت اختیار کرلیتی ہیں۔ یعنے علامات کی صورت۔ فراڈ کے ہم عصر ماہر جینے کے نزدیک یہ درست نہیں کیوں کہ فطرتاً کوئی مریضہ اختناق الرحم کی مخصوص علامات کی خواہش نہیں کرسکتی۔ فوری جذبے کے ماتحت اس کے نفس کا جسم پر اختیار نہیں رہتا۔ اس غیر فطری اصول کا نتیجہ ان مخصوص علامات میں ظاہر ہوتا ہے، لیکن فراڈ نے تجزیے سے یہ بات بہ خوبی واضح کی ہے کہ اختناق الرحم کی تمام علامات ممتنع خواہشات ہیں، لیکن ان

خواہشوں کو حال میں تلاش کرنا فضول ہے۔ عصبی مریضوں کی ایسی خواہشیں اکثر ان کے بچپن کے واقعات سے وابستہ ہوتی ہیں۔ تجربے سے اس کی صداقت کا یقین آجائے گا کہ علامات فی الواقع طاقتور خواہشوں کے مخفی سرور ہیں: یعنے وہ سرور جو ان ممتنع خواہشوں سے زمانۂ ماضی میں حاصل ہوا تھا اور جو باوجود امتناع کے شعور میں داخل ہوگئی تھیں۔ مندرجۂ ذیل واقعے سے یہ نظریہ اچھی طرح واضح ہوجائے گا:—

"گذشتہ ماہ مجھے اختناق الرحم کی ایک نوجوان مریضہ کو، جس کو میں بچپن سے جانتا تھا، دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ والدین نے اس کی شادی بچپن ہی میں خ سے کردی تھی، لیکن یہ خاتون ایک اور شخص ت کو دل سے چاہتی تھی، اور اپنے خاوند کے پاس جانے کو رضامند نہ تھی۔ تنویمی طریقے سے اس کی ممتنع

دیرینہ خواہش پر روشنی ڈالی گئی ۔ نوجوان مریضہ نے میرے سامنے بڑی دقت سے اس بات کا اعتراف کیا کہ جس زمانے میں اسے قؔ سے محبت تھی ایک دفعہ خؔ بیمار ہوا تو اس کے دل میں اس کی موت کا خیال بجلی کی سرعت سے جاگزیں ہوا (کیوں کہ خؔ کی بیماری کے باعث اسے وہاں پہنچا دیا گیا تھا اور ایک مدت تک یہ قؔ کی ملاقات سے محروم رہی) ۔ یہ خواہش اگرچہ بڑی طاقتور تھی لیکن پھر بھی وہ اس خیال سے کانپ اٹھی ۔ خؔ کی صحت یابی پر جب وہ گاؤں میں واپس آئی تو اسے قؔ کی بے وفائی کا علم ہوا جس نے اس عرصے میں کہیں شادی کرلی تھی ۔ اس نے انتہائی مایوسی سے اس خواہش اور قؔ کو بالکل فراموش کر دینے کا تہیہ کرلیا۔ ایک

مدت کے بعد خؔ کی لگاتار کوششیں اس کا دل حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئیں۔ اب دیکھیے، اس نے اس صنفی خواہش یعنی خؔ کی موت کو ممتنع تو کر دیا اور قؔ کی بے وفائی اور خاوند کی محبت کے باعث ضرورتاً امتناع ایک حد تک کامیاب بھی ہوگیا لیکن ممتنع صنفی خواہش جو قؔ کے ساتھ وابستہ تھی، بے شعوری میں کافی طاقت حاصل کر چکی تھی۔ قؔ کی محبت جس کو بالکل فراموش کرنا قریب قریب محال تھا، اس خواہش کو شعور میں دھکیلنے کی سعی بلیغ کرتی رہی لیکن مخالف طاقتوں کی وجہ سے شعور میں اس کا داخلہ ناممکن تھا، اس لیے اس طاقتور ممتنع خواہش نے سرور حاصل کرنے کے لیے اختناق الرحم کی علامات کی صورت اختیار کرلی۔ فرائڈ کے نظریے کے مطابق یہ

علامات فی الواقع وہی ممتنع خواہش ہے،
جس نے ایک وقت شعور میں لذت حاصل
کی تھی لیکن جلد ہی شعور سے باہر نکال
دی گئی تھی۔"

عصبی مریضوں کی علامات کے متعلق سب سے پہلے برائر نے انکشاف کیا تھا کہ یہ کچھ معنے رکھتی ہیں لیکن ان کے معانی خواب کے معنوں کی طرح آسانی سے سمجھ میں نہیں آسکتے۔ بعینہ خواب کی طرح یہاں بھی تعبیر کی ضرورت پڑتی ہے۔ وہ دماغی تقضیات جن کی وجہ سے ایسی علامات ظہور میں آتی ہیں، یا تو بالکل وہی تقضیات ہوتے ہیں، جو خواب کا اصلی باعث ہیں یا یہ بہت کچھ ان کے مشابہ ہوتے ہیں۔

"ائتلاف اختیاری" کے ذریعے سے کسی خواب کی تعبیر کرنے سے معلوم ہوگا کہ خواب کا ایک واحد عنصر بہت سے بے شعور خیالات کو پیدا کر سکتا ہے۔ خواب کی بناوٹ کے وقت ایسے تمام بے شعور

خیالات یکجا ہوکر اس واحد عنصر میں سما جاتے ہیں اور تحلیل کے وقت ایسے تمام خیالات اس عنصر سے جُدا ہوکر شعور میں بلا تکلف آجاتے ہیں۔ مثلاً وہی اختناق الرحم کی مریضہ، جس کے متعلق اوپر بیان کیا جا چکا ہے، اپنے تئیں گاؤں کے باہر بے کسی کی حالت میں کھڑی دیکھتی ہے اور مجھے مدد کے لیے پکارتی ہے۔ اس خواب کی تحلیل کے بعد معلوم ہوا کہ اس کا واحد عنصر یعنے "بے کسی کی حالت میں مجھے پکارنا" بے شمار فراموش شدہ خیالات پر مبنی تھا جن میں سے اکثر خیالات بچپن کے واقعات سے وابستہ تھے۔ اسی طرح ایک بے شعور خواہش کئی بے شعور خواہشوں سے مل کر بنتی ہے اور یہ بے شعور خواہش اس اصول کے ماتحت، کہ تمام ممتنع خواہشیں تبدیل ہوکر علامات کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں، کام کرتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں علامات ممتنع خواہش کو رمز کے طور پر ظاہر کرتی ہیں۔ علامات کے معنے ہمیشہ بے شعور ہوتے ہیں

اور محض اس لیے کہ اس کے معنے مخفی ہوتے ہیں علامات کے لیے یہ بات نہایت ہی آسان ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے تئیں ظاہر کریں۔ اگر وہ ذہنی تقضیہ، جو علامات میں معانی مضمر کرتا ہے بے شعور نہ ہوتا تو کوئی بھی علامت ظاہر نہ ہوتی۔ اگر ہم علامات کے مضمر نشانوں کو شعور میں لانے میں، کامیاب ہو جائیں، یا اس ذہنی تقضیے کو جس کے ذریعے سے علامات نے اپنے مخصوص نشان حاصل کیے شعور میں داخل کرلیں تو تمام علامات فی الفور کافور ہو جائیں گی۔ عصبی مریضوں کے علاج میں یہی نظریہ کام کرتا ہے۔ نشانوں کی بناوٹ مختلف عصبی مرضوں میں مختلف ہوتی ہے، اور یہ ماہر کا کام ہے کہ نشانوں کی بناوٹ سے مرض کی حقیقت معلوم کرے اور مخصوص طریقوں سے مریض کا علاج کرکے نشان (علامتیں) دور کرے۔

# دوسرا باب

# تعبیرِ خواب

جوزف برائر نے ۱۸۸۰-۸۲ء میں اس بات کا انکشاف کیا کہ عصبی مریضوں کی علامات کچھ معنے رکھتی ہیں۔ اسی انکشاف پر تحلیل نفس کے طریقۂ علاج کی بنیاد رکھی گئی۔ مریضوں سے جب واقعات سُنانے کے لیے کہا گیا تو واقعات کے دوران میں انھوں نے اپنے خوابوں کا بھی ذکر کیا۔ شروع میں تحلیل نفس کے

ماہرین نے اس موضوع پر کچھ بھی روشنی نہ ڈالی، کیونکہ ان کا خیال تھا کہ مریض کے بے شعور واقعات معلوم کرنے کے لیے اس کے خواب کچھ موزوں ثابت نہیں ہوتے، لیکن بعد میں جب پروفیسر سگمنڈ فراڈ نے مریضوں کے بے شعور خیالات کا مطالعہ کرنے کی ضرورت محسوس کی تو اسے معلوم ہوا کہ مریضوں کے خواب اس کام کے لیے نہایت ہی موزوں ہیں تاریخ تحلیل نفس میں فراڈ پہلا شخص ہے جس نے تعبیر خواب کے متعلق نظریہ قایم کیا، اور خوابوں کے ذریعے سے عصبی امراض کا طریقۂ علاج دریافت کیا۔ ۱۹۰۰ء میں اس نے خوابوں کے تمام نظریے اپنی پہلی مشہور و معروف کتاب "تعبیر خواب" میں شایع کیے۔ اس کی یہ پہلی تصنیف ہے جس نے تحلیل نفس اور نفسیات میں رشتہ قایم کیا۔ ۱۹۰۰ء تک کسی سائنس داں نے بھی اس موضوع پر اتنی توجہ نہ کی تھی کہ اس طریقے سے عصبی مریضوں کا علاج ممکن ہے تعبیر خواب کے متعلق بہت کچھ

انکشاف کر چکے تھے۔ بعض علما کا تعبیر خواب کے متعلق یہ متفقہ فیصلہ تھا کہ تعبیر خواب کچھ حقیقت نہیں رکھتی، کیوں کہ خواب ہمیشہ بدخوابی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ لیکن فرائڈ نے اب یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ خواب سے معانی اخذ کرنے ممکن ہی نہیں، بلکہ نفسیات میں یہ نہایت ہی ضروری حصہ لیتے ہیں اور عصبی امراض کے علاج کے لیے بہت ہی کار آمد ہیں۔

خواب کا انسانی زندگی سے نہایت ہی گہرا تعلق ہے۔ بچپن سے لے کر عمر کے آخری لمحات تک ہر ایک انسان کو خواب سے تعلق پڑتا رہتا ہے۔ ہمیں یہ بہ خوبی معلوم ہے کہ خواب ہمیں اس دُنیا سے کسی اور دُنیا میں لے جاتا ہے جو بعض اوقات نہایت ہی شاداب اور دل فریب ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ہوش میں آنے پر ہماری یہ خواہش ہوتی ہے کہ ایک دفعہ پھر اس دل فریب منظر کو جی بھر کر دیکھیں اور حظ اُٹھائیں۔ ہم اس سے بھی واقف ہیں کہ بعض دفعہ بہت بُرا خواب دیکھنے سے اس کا اثر

کئی کئی روز تک باقی رہتا ہے، اور اس دہشت ناک خواب کو یاد کرتے ہی ہم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے، یعنے ایسے خواب بے شوری میں کافی طاقت حاصل کر لینے کے سبب ہمیں اکثر بے چین رکھتے ہیں۔ انہیں اقسام کے خوابوں کی بنا پر لوگوں کا زمانۂ قدیم میں خواب کے متعلق یہ اعتقاد تھا کہ خواب کا باعث وہ فوق الفطرت اشیا ہیں جن پر ان کا ایمان ہے۔ اسی لیے خوابوں کو وہ ہمیشہ مستقبل سے وابستہ کرتے تھے۔ بعض عقیدت مند خواب کو دو قسموں میں منقسم کرتے تھے۔ یعنے وہ خواب جس کا باعث کوئی شیطانی طاقت ہو، اور ایسا خواب جس کا تعلق دیوتاؤں سے ہو۔ اس دوسری قسم کو وہ الہام کے ہم معنے قرار دیتے تھے۔ الہامی خواب کی غالباً پہلی مثال حضرت یوسف علیہ السلام کی ہے، جنھوں نے خواب میں سورج، چاند اور ستارے سجدہ کرتے ہوئے دیکھے۔ قرآن شریف میں اس کا ذکر یوں آتا ہے "اذ قال یوسف لابیہ یاابت احد عشر کوکباً والشمس والقمر رایتھم

لی ساجدین۔" حضرت یعقوب علیہ السلام پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس خواب کی تعبیر کی۔ ان سے پہلے کسی معتبر ذریعے سے کوئی آدمی ایسا ثابت نہیں جس نے خواب کی صحیح صحیح تعبیر کی ہو۔ زمانۂ قدیم کے اکثر علما خواب کے وجوہ کے متعلق غور کرتے رہے، لیکن یہ انکشاف بقراط (۴۶۰ ق م) نے کیا، جس کو ابو الطب کہا جاتا ہے، کہ چند ایک امراض کا خوابوں کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے۔ بقراط کے بعد ارسطو (۳۸۴ تا ۳۲۲ ق م) نے اپنی بعض تصنیفوں میں خواب کا ذکر کیا ہے اور قدما کے خیالات کی تردید کی ہے۔ اس نے ان کے نظریے کے خلاف شد و مد سے دلائل پیش کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ خواب دیوتاؤں سے نازل نہیں ہوتے، ان کا تعلق انسانی قوانین سے ہے نہ کہ فوق الفطرت قوانین سے۔ خواب، خوابیدہ انسان کے نفسیاتی فعل کا نام ہے۔ ارسطو کے نزدیک بھی طبیب کو مریض کے خواب سے آگاہ ہونا لازمی ہے، کیوں کہ مرض کی علامات کو خواب قبل از وقت ظاہر کر دیتے ہیں۔ اس کے نزدیک

قابل طبیب کو مریض کے خواب پر غور کرنا ضروری ہی نہیں، بلکہ ان خوابوں سے اصل مراد لینی بھی لازمی ہے۔ جس طرح پانی میں چیزوں کی شکل قدرے مختلف نظر آتی ہے اسی طرح خواب بھی روزمرہ کے واقعات سے مختلف ہوتا ہے۔ خواب کی حقیقت کو آشکارا کرنا کسی ماہر کا کام ہے۔ گرپ خواب کو دو قسم میں منقسم کرتا ہے:۔

۱۔ اس کا تعلق زمانۂ حال یا ماضی کے واقعات سے ہوتا ہے، مستقبل سے اس کا کچھ واسطہ نہیں ہوتا۔ زندگی کا ایسا واقعہ جو خواب میں بعینہ نظر آتا ہے، یا اس واقعے کی ضد۔ یہ سب اسی قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔

۲۔ اس قسم کا تعلق مستقبل کے واقعات سے ہوتا ہے۔ اس کو پھر تین قسموں میں منقسم کیا گیا ہے:۔

الف (Oraclum) الہام۔

ب۔ (Visio) مستقبل کے

واقعے سے معمولی طور پر مطلع کرنا۔

ج۔ (Somnia) جس میں تعبیر کی

ضرورت پڑتی ہے۔

ہم اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ خواب مستقبل کے کسی واقعے کو بالکل ظاہر نہیں کر سکتا۔ فرعون مصر کا وہ خواب جس کی تعبیر حضرت یوسفؑ نے کی اسی قسم سے تعلق رکھتا ہے۔ گو اسے الہام قرار دینا فاش غلطی ہے لیکن ایسے خواب ہم شاذ و نادر ہی دیکھتے ہیں۔ نیز تحلیل نفس میں ایسے خواب کچھ حقیقت نہیں رکھتے اس کام کے لیے صرف وہی خواب ہی موزوں ہو سکتے ہیں جو گراہم کی تقسیم کی پہلی قسم سے تعلق رکھیں۔

خواب کی ماہیت اور حقیقت کے متعلق علما کے مختلف خیال ہیں۔ اکثر تو اس بات پر زور دیتے ہیں کہ خواب چونکہ بدخوابی کا نتیجہ ہوتا ہے اس لیے خواب پر ہم مزید روشنی نہیں ڈال سکتے۔ ہندوستان کے قدیم علما کے نزدیک مستقبل واقعہ خواب میں کسی اور رنگ میں ظاہر ہوتا ہے؛ اسی لیے انھیں تعبیر ناموں کی

تالیف کی ضرورت پڑی ۔ چنانچہ اس وقت بازار میں کئی قسم کے تعبیرنامے آسانی سے دست یاب ہو سکتے ہیں ۔ اُن تعبیرناموں میں چند مخصوص نشانات یا واقعات مستقبل کے چند مخصوص واقعات کو ظاہر کرتے ہیں، مثلاً:۔

| خواب | تعبیر |
| --- | --- |
| آسمان پر پہنچنا۔ | مرتبہ بلند ہو ، اور فرحت کا سامان حاصل ہو۔ |
| آندھی آنا۔ | بلا نازل ہو، رنج پہنچے ۔ |
| اپنے تئیں اندھا دیکھنا۔ | منفعت سے محروم رہے۔ |
| انسان کا گوشت کھانا۔ | مال حرام ہاتھ آئے ۔ |
| سر کے بال کٹے ہوئے دیکھنا۔ | قرض ادا ہو جائے ۔ |
| بارش ۔ | برکت کی علامت ہے ۔ |
| لاغر بیل۔ | تنگی و قحط کی علامت ہے۔ |
| پہاڑ پر چڑھنا ۔ | بلندی و مرتبے کی دلیل ہے۔ |

مندرجۂ بالا خوابوں اور ان کی تعبیر پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ان دونوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور اسی تعلق کی بنا پر علامات مقرر کی گئی ہیں۔ بزرگ، بچوں کو دعا دیتے وقت اکثر کہتے ہیں :۔

"تمہارے اقبال کا ستارہ بلند ہو" یعنے اقبال اور ستارے کو مختص کیا گیا ہے۔ "آندھی" کو ہم بلا کے معنوں میں استعمال کرتے ہی آئے ہیں۔ "اندھا دیکھنا" اور منفعت سے محروم رہنے کا تعلق بھی واضح ہے۔ "انسان کا گوشت" چونکہ حرام ہوتا ہے، یا "انسانی گوشت کھانا" چونکہ درندوں کا کام ہے اس لیے اس کی تعبیر مال حرام سے کی گئی۔ جب کسی مقروض کا قرض ادا ہو جائے تو وہ اکثر کہا کرتا ہے "الحمد للہ۔ میرے سر سے بوجھ اتر گیا"۔ اس بوجھ اترنے کو "سر کے بال کٹنے سے ظاہر کیا ہے"۔ "بارش" کا تو نام ہی رحمت خدا ہے۔ اسی طرح "پہاڑ پر چڑھنا" بھی ترقی کی علامت ہے، کیوں کہ ترقی اور بلندی ہم معنے قرار دیے جاتے ہیں اور بلندی کو پہاڑ بہت اچھی طرح واضح

کرتا ہے۔ "لاغر بیل" کا اشارہ فرعون کے مشہور خواب سے ہے جس کا ذکر قرآن کریم اور انجیل مقدس میں بھی آیا ہے۔ اسی طرح ان تعبیر ناموں کے تمام خوابوں اور ان کی تعبیر کا تعلق ذرا بھی کوشش سے بہ خوبی واضح ہو سکتا ہے۔ ان تمام علامات کا مستقبل کے واقعات سے جو تعلق ہوتا ہے ظاہر ہے ـــ

اسی تعلق کی بنا پر علما نے خواب کی تعبیر اسی طریقے سے کی۔ بہترین ماہر وہی ہو سکتا ہے جو ان تعلقات کو بہت جلد سمجھ لے۔ مثلاً ایک آدمی خواب میں شیر کو مطیع دیکھتا ہے تو ماہر فوراً ہی اس کی تعبیر کرے گا کہ یہ شہ زوری کی علامت ہے، کیوں کہ شیر اور بہادری کا تعلق سب جانتے ہیں۔ اس نظریے کو درست تسلیم کرنے میں مشکل یہ باقی رہ جاتی ہے کہ ہمارے خواب اکثر اتنے طویل اور پیچیدہ ہوتے ہیں کہ ہم اس تعبیر نامے کی مدد سے تعبیر نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ اکثر اوقات تو علامات ہی مفقود ہوتی ہیں۔ یعنی ہم اس طریقے سے صرف ایک مختصر تعداد کی تعبیر کرنے پر

قادر ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی ہم سے یہ کہے کہ وہ خواب میں پہاڑ پر چڑھ رہا تھا تو اس کی تعبیر تو ہم کر سکیں گے لیکن اگر وہ اپنا خواب یوں بیان کرے:—

"کہ وہ دو آدمیوں کے ہمراہ پہاڑ پر چڑھ رہا ہے۔ پہاڑ پر چڑھنے کے مختلف راستے ہیں۔ وہ ایک راستے پر ہو جاتے ہیں۔ پھر یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک آدمی "ز" ان کا منتظر ہے۔ اس کے نزدیک پہنچنے پر اس کا ایک رفیق اس کو "م" کے نام سے مخاطب کرتا ہے۔ اور وہ آپس میں علمی بحث شروع کر دیتے ہیں۔ "ز" ایک مشہور مصنف ہے اور اس کا رفیق اس کی تصنیفات کے متعلق ذکر کرتا ہے، لیکن وہ حیران ہے کہ اس کا نام "م" کیوں کر ہو گیا ہے"۔

اب بتائیے اس کی تعبیر ہم تعبیر نامے کی مدد سے

کس طرح کر سکتے ہیں؟ پہاڑ کی علامت تو یقیناً موجود ہے، لیکن ظاہر ہے کہ اس کی تعبیر وہ نہیں ہو سکتی اس کے متعلق ایک اور بات قابل ذکر یہ ہے کہ اس کے مولف یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ فلاں فلاں تاریخ کے خواب سچے ہوتے ہیں اور فلاں فلاں تاریخ کے خواب سچے نہیں ہوتے۔ نتیجتہ ایسے تعبیر نامے تمام حالتوں میں قابل اعتبار نہیں ہو سکتے۔

طبقۂ عوام میں ایک اور نظریہ بھی ہے جس کی رو سے خواب ایسے مستقبل واقعے کو ظاہر کرتا ہے جو اس کی ضد ہے۔ یعنے اگر خواب میں بارات نظر آئے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ خواب دیکھنے والے کو عنقریب کسی عزیز کی موت کی اطلاع موصول ہوگی۔ اس کے برعکس اگر وہ کسی کو مرا ہوا دیکھے تو وہ حقیقت میں خوش و خرم ہوگا۔ اس نظریے کی مدد سے صرف چند ہی خواب سمجھ میں آ سکتے ہیں اور تمام پیچیدہ خواب اس نظریے کی رو سے بالکل مہمل ہیں۔ علمی نقطۂ نگاہ سے اس نظریے کی تشریح نہیں کی جا سکتی

ان دنوں جو نظریہ تمام علما کی توجہ اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور جس کی جانچ کرنے میں تمام ماہرین نفسیات مشغول ہیں، پروفیسر سگمنڈ فراڈ کا ہے۔ فراڈ نے خواب پر اپنی توجہ کیوں مبذول کی؟ اس کی وجہ ہم اوپر درج کر چکے ہیں، اس نظریے کی رو سے ہمارے تمام خواب زمانۂ ماضی کے واقعات سے تعلق رکھتے ہیں۔ نیز یہ ہماری (ممتنع) خواہشوں کی تکمیل گاہ ہیں۔ یعنے ہماری ایسی خواہشیں جو دن کو پوری نہیں ہوسکتیں، خواب میں پوری ہوکر سُرور حاصل کرلیتی ہیں۔ اس کو خوب ذہن نشین کرلینا چاہیے چونکہ نفسیات احلام کا بنیادی اصول ہی یہی ہے۔ اب ہم اس نظریے کو ذرا تفصیل سے واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تحلیل نفس بے طریقۂ علاج میں یہی نظریہ کام کرسکتا ہے۔ نیز یہی ایک نظریہ ایسا ہے جس کی مدد سے ہم ہر قسم کے خوابوں کی تحلیل کرسکتے ہیں، اور نفسیات کے ذریعے سے جس کی تشریح ممکن ہے۔

## خواب کی ماہیت:

فرآئڈ سے قبل بھی چند علما کا یقین تھا کہ خواب ہمارے یومیہ تجربات کا نتیجہ ہیں، چنانچہ وہ کہا کرتے کہ:۔

"ہم اس چیز کا خواب دیکھتے ہیں جس کو ہم نے دن کے وقت دیکھا، کہا، چاہا یا کیا۔"

یعنے خواب کا روز مرہ کے واقعات سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہ تعلق مثالوں سے بہ خوبی واضح ہوسکتا ہے۔ امتحان کے دنوں میں طالب علم کی توجہ کا واحد مرکز امتحان ہی ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ وہ خواب میں بھی امتحان کی کیفیت ہی دیکھتا ہے۔ اگر ہمیں کسی مشہور مقرر کی تقریر سننے کا اتفاق ہو، یا پہلی مرتبہ تھیٹر دیکھنے کا موقعہ ملے تو خواب میں بھی ہم وہی تقریر سنیں گے یا وہی منظر دیکھیں گے۔ ایسی ہی سینکڑوں مثالوں سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ

خیالات خواب کا منبع ہمارے گذشتہ تجربات ہیں۔ یہ ایک ایسا عام اصول ہے کہ اس کے سمجھنے میں کوئی بھی دقت پیش نہیں آتی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم خواب کے مہیج کے متعلق کیا جانتے ہیں؟ خواب کی محرک طاقت بعض اوقات تو کوئی خارجی طاقت ہوتی ہے۔ اس کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ اگر سوتے شخص کی آنکھوں پر تیز روشنی ڈالی جائے تو وہ ایک خاص قسم کا خواب دیکھے گا۔ اگر کوئی تیز بو دار چیز اس کی ناک کے قریب لائی جائے گی تو اس صورت میں خواب مختلف ہوگا۔ اسی طرح شور و غل کرنے سے یا منہ پر پانی کے چھینٹے ڈالنے سے جو خواب آئیں گے وہ پہلی حالتوں سے یقیناً مختلف ہوں گے[1]۔ چند یوم کا واقعہ ہے کہ میں سو رہا تھا کہ کسی نے شرارت کے طور پر تمباکو کی نسوار میرے ناک کے قریب کی۔ بیدار ہونے پر

---

[1] دیکھئے میورسے کی جوھن تصنیف

مجھے یہ خواب بہ خوبی یاد تھا:-

"میں ایک کوئیں کے نزدیک سے گزر رہا ہوں۔ میری نگاہ ایک مختصر سے گروہ پر پڑتی ہے۔ چار پائی پر ایک معزز شخص بیٹھا ہوا ہے۔ قریب پہنچنے پر معلوم ہوا کہ وہ مسٹر اسکاٹ (سیالکوٹ) ہیں، اور میرے ہی منتظر ہیں۔ رسمی گفتگو کے بعد مجھ سے کہتے ہیں کہ دو روپے کا اعلیٰ قسم کا تمباکو چاہیے! چنانچہ میں لوگوں سے مختلف قسم کا تمباکو منگوا کر دکھاتا ہوں، اور اس کے نرخ سے مطلع کرتا ہوں۔"

ایسے خواب آپ نے بھی اکثر دیکھے ہوں گے۔ بجلی کی گرج ہمیں گھمسان لڑائی میں لے جاتی ہے، اگر سوتے وقت ہمارے بدن سے کمبل گر پڑے تو خواب میں اپنے تئیں ننگا یا پانی میں چھلانگ مارتے ہوئے دیکھیں گے۔ اگر کسی طرح سوتے وقت ہمارا سر تکیے کے نیچے آجائے تو ہمیں ایسا معلوم ہوگا کہ

کسی بوجھ کے نیچے دبے جا رہے ہیں۔

ماؔرے نے اپنے آپ پر چند دلچسپ تجربے کیے ہیں — جب سوتے ہیں اس کے منہ کے قریب گرم لوہا لایا گیا تو اس نے خواب میں دیکھا:—

"کہ اس کے مکان کے اندر ڈاکو گھس کر مکان والوں کو نقدی سپرد کر دینے پر مجبور کر رہے ہیں، اور طرح طرح کی اذیت پہنچا رہے ہیں۔"

جب پانی کا ایک قطرہ اس کی پیشانی پر ٹپکایا گیا تو اس نے اپنے تئیں اٹلی میں سخت پسینے کی حالت میں شراب پیتے ہوئے دیکھا۔

ہلڈ برانٹ کا یہ خواب بہت ہی مشہور ہے:—

"میں موسم بہار کی ایک صبح کو سیر کر رہا ہوں۔ میں کھیتوں سے ہو کر قریب کے ایک گاؤں کی طرف بڑھتا ہوں۔ وہاں کے رہنے والے اپنے بہترین کپڑوں میں ملبوس اور ہاتھ میں کتاب مقدس لیے

گرجا کی طرف جا رہے ہیں۔ مجھے یاد آجاتا ہے کہ یہ اتوار کا دن ہے، اور صبح کی نماز شروع ہونے ہی والی ہے۔ میں نماز میں شامل ہونے کا ارادہ کرتا ہوں، لیکن پھر خیال آتا ہے کہ گرجے کے باہر قدرے دم لے لوں۔ جب میں وہاں بیٹھ کر قبروں پر لکھے ہوئے کتبے پڑھتا ہوں تو مجھے گھنٹی بجانے والا بُرج پر چڑھتا ہوا نظر آتا ہے، جہاں ایک چھوٹی سی گھنٹی جو نماز کے شروع ہونے سے قبل بجتی ہے، لٹک رہی ہے۔ کچھ عرصے تک گھنٹی خاموش رہتی ہے، پھر اچانک آہستہ آہستہ بجنا شروع ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اس کی آواز دُور دُور تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ آواز ایسی بلند تھی کہ میری نیند ختم ہو جاتی ہے ...... لیکن گھنٹی کی آواز الارم والی گھڑی سے آرہی تھی۔"

خارجی طاقت کی یہ ایک عمدہ مثال ہے۔

خواب کا مہیج اندرونی بھی ہو سکتا ہے۔ خواہ یہ فاعلی ہو یا عضوی، ہمارے بے شمار خواب اس قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔ کسی ایک اندرونی عضو کے برانگیختہ ہونے پر خاص قسم کا خواب نظر آئے گا۔

ڈاکٹر محمد یوسف صاحب (پروفیسر میڈیکل کالج، لاہور) اپنا خواب بیان کرتے ہیں کہ:-

"ایک دفعہ میں خواب میں ایک مریض کو دیکھنے جاتا ہوں جو سخت پیٹ کے درد میں مبتلا ہے۔ میں اس کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر اس کی تشخیص کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اچانک نیند اُچاٹ ہو جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ میرے اپنے ہی پیٹ میں درد شروع ہے اور سخت بے چینی کی حالت میں پیٹ پر ہاتھ پھیر رہا ہوں"

## خواب اور امراض دماغی :

حضرت مسیحؑ کی پیدائش سے کئی سو سال قبل ارسطو اور بقراط ہی نے یہ واضح کیا تھا کہ خواب اور امراض دماغی کا آپس میں گہرا تعلق ہوتا ہے۔ موجودہ زمانے کے ماہرین نفسیات کا بھی یہی خیال ہے، کہ چند ایک خواب ہی ایسے ہیں جو خاص قسم کی دماغی بیماری کا باعث ہیں۔ چنانچہ فرائڈ کا یہ یقین ہے کہ اختناق الرحم کے مرض کا باعث کئی سال قبل کا کوئی ایک خواب ہے جو مختلف قسم کے عناصر پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور ہر عنصر کسی خاص واقعے کی یاد ہوتا ہے۔ مریضہ کے دل پر ایسا خواب نقش ہو جاتا ہے اور وہ اس سے کانپ اٹھتی ہے۔ آہستہ آہستہ یہی خواب بے شعوری میں چلے جانے پر کافی طاقت حاصل کر لیتا ہے، اور یہ طاقت حاصل کر لینا ہی مخصوص علامات پیدا کرنے کا پیش خیمہ ہے۔

چارلس باڈون مندرجۂ ذیل واقعہ بیان کرتا ہے :۔

"ایک نوجوان عورت جو سات سالہ بچے کی ماں تھی اس بچے کی پیدایش سے لے کر سات سال تک عصبی تکلیفوں میں مبتلا چلی آرہی تھی۔ طبیبوں نے اسے تحلیل نفس کے علاج کی ہدایت کی۔ وہ بہ غرض علاج میرے پاس آئی۔ میں نے جب اسے خواب سنانے کے لیے کہا تو ہیں نے اپنے زمانہ حمل کا یہ خواب سنایا۔ اس خواب نے، جو بلاشک و شبہ اس کے حمل کے متعلق تھا، اس کے دل پر گہرا اثر ڈالا جس کا نتیجہ اس کی موجودہ بیماری تھی :۔

"خواب میں وہ ٹاؤن ہال میں موجود ہے۔ صدر حاضر نہیں۔ اور اس عورت کا خاوند بہ حیثیت نایب اس کی جگہ کام کر رہا ہے۔ ایک

اجنبی جو بظاہر ہنگری یا اٹلی کا
باشندہ معلوم ہوتا ہے، اچانک
داخل ہوتا ہے۔ اس کا خاوند صدر
کے آنے کا انتظار کرنے کی اس سے
درخواست کرتا ہے۔ لیکن اجنبی
بہت بے تاب ہوکر خاوند کو
خنجر سے زخمی کر دیتا ہے۔ اس کا
خاوند گلی میں دوڑتا ہے، لیکن
اجنبی اس کا تعاقب کرکے اسے
زخمی کر ہی دیتا ہے۔ نوجوان عورت
اپنے تئیں ایک کھڑکی کے سامنے
موجود پاتی ہے اور اس سانحے کو
بڑی بے صبری سے دیکھتی ہے۔
کھڑکی کے پیچھے صدر دکھائی دیتا
ہے جو اس عورت سے ان لفظوں
میں مخاطب ہوتا ہے:-
تم نیچے نہ آؤ گی

حالات خطرناک صورت
اختیار نہ کر سکیں گے!
محتاط رہنا؛ سب کچھ ٹھیک
ہو جائے گا۔" . . . . .

پھر وہ اپنے خاوند کو اپنی چارپائی پر
لیٹے ہوئے دیکھتی ہے۔ اس کی
پیشانی میں ایک زخم ہے جہاں سے
خون ٹپک رہا ہے۔"

اس خواب کی تعبیر کو ہم بعد میں کریں گے۔ پہلے
صرف یہی واضح کرنا ہے کہ اس خواب کا جو تعلق عصبی
بیماری سے ہے بالکل ظاہر ہے۔ خواب زمانۂ حمل اور
پیدائش کو نہایت ہی واضح طور پر ظاہر کرتا ہے۔ اس خواب
سے مریضہ کی توجہ ادھر مبذول ہو گئی اور نتیجہ یہ نکلا کہ
اس پر ایک خاص قسم کی جذباتی کیفیت طاری ہو گئی۔
اگر یہ خواب اسے نہ دکھائی دیتا یا اس کی تعبیر فی الفور

---

Baudouin: Suggestion et Autosuggestion.

کر دی جاتی تو یہ ممکن نہ تھا کہ وہ عصبی بیماری میں مبتلا ہوتی۔

## خواب اور معانی:

اگر خواب فی الحقیقت ممنوع خواہشوں کی تکمیل کا ہے تو اس سے معانی کس طرح اخذ کرنے چاہئیں؟ ظاہر ہے [illegible] صورت میں صرف خواب دیکھنے والا ہی اپنے [illegible] تعبیر [illegible] سکتا ہے، کیوں کہ اس کے گزشتہ و[illegible] سے دوسرے آدمی قطعاً بے خبر ہوتے ہیں۔ جب تک وہ اپنے حالات سے مطلع نہ کرے ہم آگاہ نہیں ہو سکتے۔ بعینہ تعبیر خواب بھی صرف اسی صورت میں ممکن ہے۔ جب خواب دیکھنے والا خواب کے متعلق خود ہی قیاس آرائیاں کرے اور ایک دن قبل [illegible] سے بھی مطلع کرے۔ خواب [illegible] تفصیہ ہونے کے باعث کسی غیر کی سمجھ میں نہیں آ سکتا، اسی ذہنی تفصیے کو سمجھنے کے لیے ہمیں خواب دیکھنے والے [illegible] کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ اگر

خواب دیکھنے والا ہمیں خواب کے متعلق کما حقہٗ آگاہ نہیں کر سکتا تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ خواب کے متعلق پوری واقفیت تو رکھتا ہے لیکن وہ اپنے اس علم سے بے علم ہے۔ اس لیے اس کا یقین ہے کہ وہ خواب کی تعبیر نہیں کر سکتا۔ مندرجۂ ذیل واقعہ اس کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے (فراڈ، تمہیدی لکچر۔ ص ۸۵):—

"۱۸۸۹ء میں میں نے نینسی میں لی ایبال اور برنہیم کا ایک تنویمی تجربہ ملاحظہ کیا۔ ایک شخص پر تنویمی کیفیت طاری کی گئی۔ اس شخص پر اس کیفیت کے دوران میں اختلال اور اقتباس حواس کے تجربات کئے گئے۔ ہوش میں آنے پر پہلے پہل تو وہ اپنے مشاہدے سے بالکل مطلع نہ کر سکا۔ برنہیم نے اسے یقین دلایا اور مجبور کیا کہ وہ اس کیفیت کے دوران کے تمام واقعات جانتا ہے، اور

دہرا سکتا ہے۔ اس پر اس شخص نے
غور کرنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ وہ تمام
واقعات بلا کم و کاست دہرانے میں
کامیاب ہو گیا۔"

خواب سے لاعلمی ظاہر کرنے والے کا بھی یہی
حال ہے۔ خود اپنے آپ ہی تجربہ کیجئے۔ صبح اٹھ کر اپنے
خواب پر غور فرمائیے۔ وہ بالکل مہمل معلوم ہوگا، اور
ممکن ہے کہ آپ خواب کو بالکل فضول اور مہمل خیال
کرتے ہوئے جلد فراموش کرنے کی کوشش کریں۔
لیکن، نہیں، ذرا غور کیجئے، ایک دن قبل کے واقعات
یاد کر کے خواب کا کوئی ایک عنصر یا اس کی شبیہ اس میں
تلاش کیجئے۔ کافی جد و جہد پر آپ کے خواب کے
تمام عناصر ایک دن قبل یا دیرینہ واقعات سے
مل سکیں گے۔ آپ حیران ہوں گے کہ کس طرح خواب
گذشتہ واقعات سے وابستہ ہے، اور اس کی تعبیر
اصل خواب سے کتنی ہی مختلف ہے۔ اس طریقے سے
ہم دوسرے کے خواب کی بھی تعبیر کر سکتے ہیں

ہم اس سے تو واقف ہو ہی گئے ہیں کہ خواب دیکھنے والا اپنے خواب کے متعلق بہت کچھ علم رکھتا ہے لیکن وہ اس کے استعمال کے علم سے ناواقف ہے، اس لیے ہمیں سب سے پہلے یہ پوچھنا چاہیے کہ اسے خواب کس طرح آیا، یعنی کن حالات اور کیفیت کے ماتحت اس نے خواب دیکھا؟ اس سے تو واقف ہی ہوگا۔ لیکن اگر وہ حیل و حجت کرے تو "انتشاری طریقہ"[1] اس کا بہترین علاج ہے۔ یعنی اگر ہم اس کو یہ یقین دلائیں گے کہ وہ ان واقعات کو بخوبی جانتا ہے تو تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ ان واقعات سے ہمیں باخبر کر دے گا۔ ایسے حالات اس کے خواب والے دن کے ہوتے ہیں اس لیے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی۔ دوسرا کام یہ ہے کہ خواب کے ہر ایک فقرے کے متعلق اس کے خیالات "ائتلاف اختیاری" کے طریقے پر قایم کریں۔

---

[1] ملاحظہ ہو گذشتہ باب۔

یعنے خواب کا ایک عنصر لے کر اسے کہیں کہ اس کے متعلق جو بھی خیالات ذہن میں آئیں، مطلع کرتا جائے۔ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ کیوں کہ باوجود وعدے کے وہ اکثر خیالات ہم سے چھپانے کی کوشش کرے گا۔ اگر ہم اس کے اس قسم کے خیالات سے مطلع ہو جائیں تو ہم نہ تو صرف اس عنصر کی تعبیر ہی کر سکیں گے بلکہ ہمیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اس کے ایسے خیالات نہایت ہی ضروری ممتنع خواہشات تھیں۔ اگر بچہ اپنی مٹھی نہیں دکھاتا تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کی مٹھی میں ایسی چیز ہے جو اس کے پاس نہ ہونی چاہیئے۔ یہی حال ان ممتنع خواہشات کا ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوگا کہ اسے خواب کے متعلق کوئی خیال ہی نہ آئے گا۔ لیکن ہمت نہ ہارنی چاہیئے۔ اسے یقین دلانا چاہیئے کہ وہ خواب کے متعلق سب کچھ جانتا ہے اور فشاری طریقے سے اسے مجبور کرنا چاہیئے کہ اس کے ذہن میں اسی وقت جو خیال بھی آئے، خواہ وہ اس کے نزدیک

کتنا ہی غیر ضروری اور بعید از مطلب کیوں نہ ہو
ہرگز نہ چھپائیے۔ کیوں کہ انھیں غیر ضروری خیالات
کے اندر تعبیر پنہاں ہے۔

## تعبیر خواب کے قوانین:

۱۔ خواب کے ظاہری معنوں کی طرف
کچھ توجہ نہ کرنی چاہیئے۔ خواہ ان کے معانی واضح
ہوں، خواہ مہمل؛ صاف ہوں یا نہ ہوں، وہ کسی
صورت میں بھی خواب کے اصل معنے نہیں ہو سکتے
جس کی تلاش میں ہم ہیں۔ دوسرے الفاظ میں
خواب کے بے شعور خیالات جو دراصل خواب کی
اصل تعبیر ہیں، اس کے ظاہری معنوں سے بالکل
مختلف ہوتے ہیں۔

۲۔ خواب کے ہر ایک فقرے کے متعلق
"ائتلاف اختیاری" کے طریقے پر خیالات قایم
کرنے چاہئیں۔ اگر ہمیں ایسے خیالات اصل خواب
سے بہت دور لے جائیں یا ظاہر میں اصل خواب کے

ساتھ ان کا کچھ بھی تعلق معلوم نہ ہو، پرواہ نہ کرنی چاہیئے۔

۳۔ جب تک پوشیدہ بے شعور خیالات ظاہر نہ ہو جائیں، انتظار کرنا چاہیئے۔ رفتہ رفتہ اس طریقے سے خیالات آتے جائیں گے اور خواب کا مطلب بالکل واضح ہو جائے گا۔

۴۔ خواب کا ہیج خواب والے دن میں تلاش کرنا چاہیئے۔ یہ ممکن ہے کہ ہیج کا تعلق بچپن کے فراموش شدہ واقعات سے ہو لیکن ہیج اس دن کے واقعات میں موجود ہو گا۔

خواب ایک معمہ کی مانند ہے، جس میں کوئی نہ کوئی مطلب ضرور پنہاں ہوتا ہے۔ لیکن اس کے سمجھنے کے لیے ہمت وکوشش درکار ہے۔ اسی طرح خواب گذشتہ واقعات کو توڑ موڑ کر ایسی صورت اختیار کر لیتا ہے کہ وہ بظاہر مہمل معلوم ہوتا ہے، لیکن اگر اس پر کافی غور کیا جائے تو معمہ کی طرح اس سے حیرت انگیز نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ اگر ہمیں کوئی

ایسی کتاب دست یاب ہو جائے جو مصر کی قدیم زبان میں لکھی ہوئی ہو تو ہم ایک مدت تک اس سے کچھ بھی حاصل نہ کر سکیں گے، لیکن اس کا مطلب کچھ نہ کچھ تو ضرور ہوگا۔ ہم صرف اس کی زبان سے ناواقف ہیں خواب اس قسم کی کتاب کی مانند ہے اور اس کی تعبیر درحقیقت اس کی زبان سے واقف ہونا ہے

اگر ہم اپنے خواب کی تعبیر اُتلاف اختیاری کے طریقے سے کریں تو معلوم ہوگا کہ ایک مخالف طاقت ہمیں اس کام سے باز رکھتی ہے۔ خیالات آتے تو ہیں، لیکن ہم ان کو درست نہیں جانتے بلکہ ان پر تنقید کرتے ہیں، اور اپنے دل میں کہتے ہیں: "نہیں یہ خیال موزوں معلوم نہیں ہوتا، یہ تو سراسر مہمل ہے۔" دوسرا خیال آتے ہی کہتے ہیں: "نہیں نہیں، یہ تو بالکل ہی فضول ہے۔" اور تیسرے کے متعلق ہماری رائے ہوتی ہے: "یہ تو اصل سے بہت ہی دور چلا گیا ہے۔" وغیرہ۔ اس طرح کرنے سے ہماری ہمت پست ہو جاتی ہے اور ہم اس انکشاف کی طرف

توجہ مبذول نہیں کرتے۔ اگر اس طریقے سے ہمارے خواب کی تعبیر کوئی اور شخص کر رہا ہو تو اس وقت ہمارے دل میں یہ خیالات آئیں گے: "یہ خیال تو پوشیدہ ہی رکھنا بہتر ہے، میں اس سے اس کو کبھی بھی مطلع نہ کروں گا (کر سکوں گا)" نتیجہ یہ ہے کہ خواب کی تعبیر میں ہمیں ایسے خیالات سے قصداً اجتناب کرنا چاہیئے، اور اگر ہم کسی دوسرے کے خواب کی تعبیر کر رہے ہوں تو اس کو ایسے خیالات کے متعلق قبل از وقت واضح کر دینا نہایت ہی ضروری ہے۔ پہلی مرتبہ اپنے خواب کی تعبیر کرنے سے معلوم ہو گا کہ ایسی رکاوٹیں بے شمار ہیں۔ ممکن ہے کہ آپ پہلی مرتبہ دو دن تک بھی خواب حل نہ کر سکیں۔ لیکن رفتہ رفتہ یہ کام اتنا آسان ہو جائے گا کہ آپ پانچ دس منٹ میں خواب کی تعبیر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ خواب کی تعبیر کرنا کیوں اتنا مشکل کام ہے؟ اس کی بحث ہم آگے چل کر کریں گے۔ یہاں صرف یہی واضح کرنا ہے کہ اس مشکل پر عبور حاصل کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔

## تکمیلِ گاہ خواہش:

ہم یہ اُوپر دیکھ چکے ہیں کہ اگر خواب کا مہیج کوئی خارجی وجود ہے تو اس کی تعبیر اسی طریقے سے ممکن ہے۔ ماؔرسے کے تمام دل چسپ تجربے اسی طریقے سے تحلیل کئے جا سکتے ہیں۔ الارم والی گھڑی کا خواب اس کی نہایت ہی عمدہ مثال ہے۔ یہ دل چسپ اور طویل خواب صرف گھنٹی کی آواز کا ردِ عمل ہے۔ تنویم کے ذریعے سے بھی خواب کی تعبیر کی جا سکتی ہے، کیوں کہ اس حالت کے اثر معمول اپنے گذشتہ واقعات آسانی سے دہرا سکتا ہے۔ لیکن مشکل یہ باقی رہ جاتی ہے کہ تمام آدمیوں پر اس کیفیت کا طاری کرنا ممکن نہیں۔ نیز ہمارے بیشتر خواب اس قسم کے ہوتے ہیں کہ وہ اس طریقے سے سمجھ میں نہیں آ سکتے، ان کے سمجھنے کے لیے تحلیل نفس کا مخصوص طریقہ کام میں لایا جاتا ہے۔ بہت سے خواب ایسے ہوتے ہیں جو عصبی امراض میں زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ ایسے خوابوں

کے متعلق فرائڈ اور اس کے پیرؤوں کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ ممتنع خواہشوں کی تکمیل گاہ ہیں۔ تکمیل خواہش کے ذریعے سے اس مہیج کا اثر جو نیند میں مخل ہوتا ہے، زایل ہوجاتا ہے یعنے مہیج تو یہ کوشش کرتا ہے کہ نیند میں مخل ہوکر سونے والے کو بیدار کرے۔ لیکن اس مہیج کے خلاف اور نیند کی حمایت میں جو طاقت کام کر رہی ہوتی ہے۔ مہیج کا اثر زایل کرنے کے لیے اس کو تکمیل خواہش کی صورت میں تبدیل کردیتی ہے اور سونے والا نہایت ہی آرام سے سوتا رہتا ہے۔ اگر یہ طاقت اس مہیج کے خلاف کام نہ کرتی تو اس کے لیے سونا محال ہوجاتا۔ فرائڈ اپنا واقعہ بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ اسے کسی تکلیف کے باعث اپنے فوطوں پر پلیٹس باندھ کر سونا پڑا۔ جس سے درد میں تخفیف ہوگئی، اور وہ سو گیا۔ لیکن کچھ دیر بعد درد پھر شروع ہوگیا اور پلیٹس کا وہاں رہنا دوبھر ہوگیا۔ پلیٹس اور درد یہ مہیج تھے جو سونے کے خلاف کام کر رہے تھے، اور بیدار کرنے کی

کوشش میں ہمہ تن معروف تھے۔ لیکن ان کا تنازعہ اس مخالف طاقت سے ہوا جو نیند کی حمایت میں تھی۔ اس مہیج کو کسی اور صورت میں تبدیل کرنے کے لیے مجبور کیا گیا اور فراڈ نے اپنے تئیں گھوڑے کی پیٹھ پر تکلیف سے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ظاہر ہے کہ اگر فراڈ اپنے تئیں گھوڑے پر سوار نہ دیکھتا تو شدت درد کے باعث اس کا بیدار ہونا یقینی امر تھا۔

یہ خواہش جس کی تکمیل اس وقت ہوتی ہے بالعموم بچپن کی یا نہایت ہی دیرینہ ممتنع خواہش ہوتی ہے۔ تحلیل سے معلوم ہوگا کہ عصبی مریضوں کے خواب اس قسم کے ہوتے ہیں۔ یعنے ان کی ممتنع خواہشیں بہت دیر بعد خواب میں پوری ہوتی ہیں۔ اگر یہ ایسا نہ ہوتا یا یہ نظریہ درست نہ ہوتا تو تحلیل نفس کے طریقے سے ان کا علاج محال ہو جاتا۔

چھوٹے بچوں کے خواب تمام کے تمام ہی تکمیل گاہ خواہش صاف طور پر واضح کرتے ہیں

دن کے وقت جو کام ان سے رہ جاتا ہے وہ خواب میں پورا ہو جاتا ہے۔ ایسے خواب سمجھنے کے لیے نہ تو تحلیل ہی کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ ہی کسی فن کی۔ بچے سے خواب کے متعلق پوچھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ خواب کا جو تعلق دن کے واقعات سے ہوتا ہے وہ بہت ہی صاف اور آسانی سے سمجھ میں آ سکتا ہے۔ کیوں کہ اس صورت میں ان کا خلط ملط ہونا ضروری نہیں۔ خواب کا ہیج ہمیشہ غیر تسکین شدہ خواہش ہوتی ہے، جس کا معلوم کرنا کوئی دشوار کام نہیں۔ مندرجہ ذیل مثالوں سے یہ نظریہ اچھی طرح واضح ہو جائے گا:—

۱— فرائڈ — ایک سال اور دس ماہ کے بچے کو جنم دن کی تقریب پر پھلوں کی ایک ٹوکری کسی کو پیش کرنی تھی۔ اگرچہ اسے بھی اس میں سے حصہ دینے کا وعدہ کیا گیا تھا، لیکن پھر بھی اس نے بے دلی سے تحفہ پیش کیا۔ اگلی صبح اس نے اپنا خواب بیان کیا: "ٹرمن تمام کے تمام پھل کھا گیا۔"

۲۔ فرائڈ نے ایک سوا تین سال کی بچی پہلی مرتبہ کسی جھیل پر سیر کی غرض سے گئی۔ جب وہ اپنے والدین کے ساتھ کشتی سے اترنے لگی تو اس نے کہا کہ وقت کتنی جلدی گزر گیا ہے، اور اس نے کشتی سے نہ اترنے کی ہر ممکن سے ممکن کوشش کی۔ صبح اس نے بیان کیا "رات میں اسی جھیل میں سیر کر رہی تھی"۔

بچوں کے خوابوں میں اصل خواب اور اس کے مطلب کا رشتہ نمایاں ہوتا ہے۔ خواب خلط ملط نہیں ہوتا۔ ان کو سمجھنے کے لیے صرف بچے کی دن کی حرکات و سکنات کا جاننا کافی ہے۔ کیوں کہ ان کے خواب ہمیشہ دن کے واقعات کا ردعمل ہوتے ہیں۔ یعنی وہ ذہنی ہیجان جو نیند میں مخل ہوتا ہے، غیر تسکین شدہ خواہش ہوتی ہے۔ بالغ آدمیوں کے خواب ہوتے تو اسی قسم کے ہیں لیکن ان کے خلط ملط ہو جانے کے باعث اصل خواب اور اس کے مطلب کا تعلق بہ ظاہر واضح نہیں ہوتا، کیوں کہ مزاحمت کے ذریعے سے خواہش کوئی اور صورت اختیار

کرلیتی ہے اور آسانی سے سمجھ میں نہیں آسکتی۔ ایسے خواب صرف "تلازم اختیاری" کی مدد سے ہی تعبیر کئے جا سکتے ہیں۔ بعض خواب تو اتنے پیچیدہ ہوتے ہیں کہ ان کے سمجھنے کے لیے کافی وقت درکار ہوتا ہے۔ کیوں کہ بے شعور واقعات کو شعور میں داخل نہ کرنے کے لیے امتناع پوری پوری کوشش میں مصروف ہوتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بظاہر خواب اس نظریے کی ضد معلوم ہو۔ اس قسم کے خوابوں کو مندرجۂ ذیل مثالوں سے واضح کیا جاتا ہے:۔

۱۔ جون ۲۳ ء کو میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ "ایک کھلے میدان میں ہمارے تمام رشتہ دار جمع ہیں۔ برادر م م۔ ح ہم سب کو بارات میں شامل ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔"

تعمیل گاہ خواہش کی یہ عمدہ مثال ہے۔ ایک دن قبل کرمی م۔ ح کی طرف سے ان کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر ش۔ ح کی شادی کا دعوتی رقعہ موصول ہوا تھا،

خواب نے شادی کے دن کو قبل از وقت ظاہر کیا ہے۔ کیوں کہ میں بڑی بے صبری سے ان کی شادی کا منتظر تھا۔ خواب اور تعبیر بالکل صاف ہے۔

۲ - ایک معزز خاتون (۲۸ مئی ۴۳ء کو) خواب میں دیکھتی ہیں کہ "ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے" ان خاتون کی شادی کو ایک عرصہ گذر چکا ہے۔ لیکن ابھی تک وہ اولاد کی نعمت سے محروم ہیں۔ ایک دن قبل اسے اطلاع موصول ہوئی کہ اس کی ایک رشتہ دار جس کی شادی کو ابھی چند ہی ماہ گذرے ہیں حاملہ ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی وہ گہری سوچ میں پڑ گئی۔ اور خیال کرنے لگی کہ شاید وہ ہمیشہ ایسی ہی رہے۔ اسی رات یہ خبر اس نے اپنے خاوند کو حسرت سے سنائی۔ تسکین قلب اور امید کے لیے انھوں نے خلوت بھی کی۔ اسی رات خواب میں اس کی امید پوری ہو گئی،

اور وہ اپنی اس رشتہ دار سے پیچھے نہیں رہی۔

۳۔ فراڈ کا ایک دوست جو خواب کا یہ نظریہ اپنی بیوی سے بھی بیان کر چکا تھا فراڈ سے ایک دن کہنے لگا "میری بیوی آپ سے یہ کہنا چاہتی ہے کہ اس نے کل رات خواب میں حیض آتے دیکھا ہے اس کا مطلب آپ جانتے ہی ہوں گے!" فراڈ نے جواب دیا "اگر آپ کی بیوی خواب میں اپنے تئیں حائضہ دیکھتی ہیں تو وہ یقیناً حاملہ ہے، اور اس کو حیض آنا بند ہو گیا ہے، کیوں کہ اس کی یہ خواہش ہے کہ چند سے اور آزادی کے مزے لوٹے۔ اس خواب کی مدد سے اس نے عجیب طریقے سے اپنے تئیں حاملہ ثابت کیا ہے۔"

۴۔ ایک نوجوان خاتون نے مجھ سے بیان کیا

(۲۰ مئی ۱۹۴۳ء) کہ خواب میں اس کے
ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ وہ اسے بہت
پیار کرتی ہے، لیکن اس کے والدین اسے
ایسا کرنے سے منع کرتے ہیں اور بچی کی
پیدائش سے وہ سب مایوس نظر آتے ہیں۔
یہ خاتون اولاد سے محروم ہے اور
باوجود علاج کے ابھی تک تندرست نہیں
ہوسکی۔ خواب میں اس کی یہ خواہش جو اس
کے دل پر قبضہ جمائے ہوئے ہے، پوری
ہوگئی ہے۔ یہ خاتون مایوسی کے وقت
اکثر کہتی رہتی ہے "اگر لڑکی ہی ہو جائے تو
پھر بھی میں بہت ہی خوش ہو جاؤں"!
خواب کا دوسرا حصہ اس سے تعلق
نہیں رکھتا۔

خواب میں اپنے کسی عزیز کو مردہ دیکھنا بھی
تکمیل گاہ خواہش ہے۔ خواہ اس موت کی خواہش کا
تعلق بچپن سے ہو، خواہ موت کا تعلق کسی اور

خواہش سے ہو۔ اگر لڑکا اپنی چھوٹی بہن کو مُردہ دیکھتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ جب وہ بچہ ہی تھا اور اسی کی بہن بہ قول اس بچے کے آسمان سے گری تو وہ والدین کی محبت میں اس کو خلل انداز پاکر اس سے حسد کرنے لگا؛ گو یہ جذبہ کچھ عرصہ بعد محبت میں تبدیل ہوگیا۔ اس زمانے میں بچے کی یہ خواہش تھی کہ اس بچی کو کوئی اٹھا کر لے جائے اور وہ اکثر اپنی والدہ سے کہا کرتا تھا: "امی! اسے باہر کیوں نہیں پھینک دیتیں؟" میرے ایک دوست اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنی چھوٹی بہن کو گاشے کے آگے ڈالنے کے لیے تکرار کیا کرتے تھے۔ بعینہٖ بچہ یہ معلوم کرکے کہ اس کی والدہ کی محبت میں اس کا باپ بھی شریک ہے، باپ سے نفرت کرنے لگ جاتا ہے۔ بچوں کی محبت اپنی مخالف صنف سے ہوتی ہے۔ یعنے لڑکی باپ سے محبت رکھتی ہے اور ماں سے نفرت: کیوں کہ وہ یہ نہیں دیکھ سکتی کہ ماں بھی

اس کے باپ سے ویسی ہی محبت کرے۔ لڑکا اپنی والدہ کو چاہتا ہے، اور مندرجۂ بالا وجہ کی بنا پر اپنے باپ سے متنفر ہوتا ہے۔ اگر ماں یا باپ اپنے بیٹے کو مردہ دیکھیں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ کسی زمانے میں اس سے فی الحقیقت نفرت رکھتے تھے، اور اس کو مردہ دیکھنے کے خواہشمند تھے۔

"خواب میں ایک عورت نے اپنے
اکلوتے جوان بیٹے کو ایک بکس میں
مرا ہوا پایا"

معلوم ہوا کہ اس زمانے میں جب کہ اس کا لڑکا اس کے رحم (بکس) میں تھا خاوند سے ناچاقی ہوگئی۔ اس ناچاقی کی بنا پر عورت نے فی الحقیقت یہ خواہش ظاہر کی "کاش! جو کچھ میرے رحم میں ہے مر جائے"۔ چنانچہ اس نے حمل گرا دینے کی ناکام کوشش بھی کی۔ عورت اس ممتنع خواہش کو پاکر حیران رہ گئی۔

اگر خواب دیکھنے والا اپنے عزیز کی موت سے

خواب میں غم کا اظہار بھی کرے اور اس کے دل پر چوٹ سی لگے تو اس قسم کے خواب بغیر کسی قسم کی تمہید یا "تلازم اختیاری" کی مدد سے حل کئے جا سکتے ہیں۔ یعنے ان کی تعبیر ہمیشہ یہی ہوگی کہ خواب دیکھنے والا بچپن کے فراموش شدہ زمانے میں اپنے اس عزیز سے نفرت رکھتا تھا، اور اس کے چلے جانے کا خواہش مند تھا۔[1] لیکن اگر خواب دیکھنے والے پر غم کی کیفیت طاری نہ ہو تو وہ بغیر تمہید کے

---

[1] ۔ بچے موت کے لفظ سے نا واقف ہوتے ہیں۔ جب کوئی مر جاتا ہے تو ان پر یہی ظاہر کیا جاتا ہے۔ اور وہ بھی یہی یقین رکھتے ہیں کہ وہ کسی کے ہاں یا بہ غرض علاج کسی ڈاکٹر کے پاس گیا ہے۔ چنانچہ وہ کئی کئی ماہ تک اس کی واپسی کے منتظر ہوتے ہیں، اور گھر والوں سے اس کی آمد کے متعلق پوچھتے بھی رہتے ہیں۔

حل نہیں کیا جا سکتا۔ اس صورت میں کسی عزیز کی موت کے ساتھ کوئی اور خواہش تعلق رکھتی ہے۔ فرائڈ کی ایک مریضہ کے مندرجۂ ذیل خواب سے یہ خواہش بہ خوبی ذہن نشین ہو سکتی ہے ——

ایک نوجوان عورت فرائڈ کے نظریے کو غلط ثابت کرنے کے لیے اپنا ایک خواب بیان کرتی ہے :[1]

"آپ کو معلوم ہو گا کہ اب میری بڑی بہن کا صرف ایک ہی لڑکا چارلس رہ گیا ہے۔ میں اس کے پاس ہی رہا کرتی تھی کہ اس کا بڑا لڑکا آٹو مر گیا۔ آٹو کو میں بے انتہا چاہتی تھی۔ حقیقت میں اس کی پرورش میں نے ہی کی تھی۔ میں چاہتی تو چارلس کو بھی ہوں لیکن اتنا نہیں۔ اب میں نے کل رات خواب میں اپنے سامنے چارلس کو

---

[1] ۔ فرائڈ۔ تعبیر خواب ۔ ۱۹۳۲ء۔

مرا ہوا دیکھا ہے۔ اس کی نعش چھوٹے سے
صندوق میں پڑی ہوئی تھی۔ اس کے
ہاتھ بندھے ہوئے تھے، اور چاروں طرف
موم بتیاں روشن تھیں۔ قصہ مختصر، یہ منظر
بالکل آٹو کی موت کی مانند تھا۔ اس خواب
سے میرا دل سخت زخمی ہو گیا ہے۔ فرمائیے
اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا میں اتنی بری
ہوں کہ اس کے اکلوتے بیٹے کی موت کی
خواہش مند ہوں؟ کیا اس خواب کا یہ
مطلب ہے کہ آٹو کی بجائے چارلس
مر جاتا؟

فرائڈ نے اسے یقین دلایا کہ یہ دونوں صورتیں ممکن نہیں۔
کچھ عرصہ غور کرنے کے بعد اس خواب کی تعبیر کی گئی
جو اس کی گذشتہ زندگی کے واقعات سے وابستہ
تھی۔ عورت نے خواب کی تعبیر قبول کر لی ـــــ

چھوٹی عمر میں یتیم ہو جانے کی وجہ سے اس کی
پرورش اس کی بڑی بہن نے کی۔ گھر آنے جانے والوں

میں سے ایک شخص نے اس کے دل پر قبضہ جما لیا۔ ان کے باہمی تعلقات سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کی محبت کا لازمی نتیجہ شادی ہوگا۔ لیکن یہ رشتہ اس کی بہن نے چند وجوہ کی بنا پر منقطع کر دیا۔ اس واقعے کے بعد اس شخص نے اس گھر میں آنا جانا بند کر دیا۔ آٹو کی موت کے بعد مریضہ نے اس سے خود ملنے کی آزادی حاصل کر لی۔ مریضہ کے محبوب کو، جو پروفیسر تھا، جب کہیں تقریر کرنی ہوتی تو حاضرین میں وہ بھی ضرور ہوتی۔ لیکن اس کی یہ انتہائی کوشش ہوتی کہ پروفیسر اسے دیکھنے نہ پائے۔ فراڈ کو یہ بھی یاد آیا کہ خواب سے ایک دن پہلے اس نے اسے بتایا تھا کہ وہ اس پروفیسر کو دیکھنے کے لیے ایک جلسے میں جانے والی ہے۔ یہ جلسہ اسی دن منعقد ہونے والا تھا، اور داخلے کا ٹکٹ بھی اس کے پاس موجود تھا۔ تعبیر اب بالکل صاف تھی۔ فراڈ نے اس سے استفسار کیا کہ کیا آٹو کی موت کے بعد وہ کوئی ضروری واقعہ دہرا سکتی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ "ہاں کیوں نہیں۔

پروفیسر اسی دن ایک طویل مدت کے بعد واپس آیا اور میں نے اس کو آٹو کی نعش کے پاس ایک نظر دیکھا۔" یہ واقعہ فراڈ کے خیال کے مطابق تھا۔ خواب کی تعبیر یہ تھی :—

"اگر دوسرا بچہ بھی مر جائے تو یہ واقعہ ظہور میں آئے گا۔ پروفیسر اس کی بہن کے پاس بہ غرض افسوس ضرور آئے گا۔ اور مریضہ اسے ایک دفعہ پھر دیکھ سکے گی۔ یہ خواب محض پروفیسر کو دوبارہ دیکھنے کی خواہش ہے جس کو وہ دبا دینے کے لیے کافی کوشش کر رہی تھی۔ یہ خواب بے صبری کا خواب تھا۔ اور اس نے اپنی بے صبری کی وجہ سے پروفیسر کو ایک دن قبل خواب میں دیکھ لیا۔"

## خواب کی تعبیر:

اوپر درج کیا جا چکا ہے کہ تعبیر خواب کا

مخصوص طریقہ "تلازمِ اختیاری" ہے۔ اگر مزاحمت معمولی ہے تو خواب کے معانی بہت جلد واضح ہو جائیں گے۔ کیوں کہ اس صورت میں بے شعور خیال خواب کے مطلب سے اتنا بعید نہیں ہوتا، اور چند ہی (بلکہ اکثر اوقات ایک ہی) تلازم سے مطلب واضح ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر بے شعور خیال بے شعوری میں کافی طاقت حاصل کر چکا ہے تو اس خیال کو شعور میں لانے کے لیے کافی جد و جہد کرنی پڑتی ہے۔ ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ خواب کی ممتنع خواہش کس طریقے سے شعور میں داخل کی جاتی ہے۔ لیکن ان اقسام کے خوابوں میں خواہش والا عنصر بالکل صاف تھا۔ اب ہم تعبیر کے ذریعے دیکھتے ہیں کہ آیا ہمارے عام خواب اس نظریے کے مطابق ہیں؟۔

مکمل خواب کی تعبیر کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صرف ایک ہی عنصر کی تحلیل کی جائے۔ تحلیل سے پہلے ہمیں تعبیر خواب کے قوانین کو بہ خوبی ذہن نشین کر لینا چاہیے۔ کیوں کہ ان پر عمل کیے بغیر

تعبیر ناممکن ہے۔ یہ درست ہے کہ پہلی مرتبہ خیالات لاکھوں کی تعداد میں ذہن میں آئیں گے۔ لیکن خیالات کی بہتات سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ کیوں کہ انھیں خیالات کے اندر تعبیر پنہاں ہے۔ اگر ہم اپنا خواب درج کریں تو معلوم ہوگا کہ جو خیالات اس کے ضمن میں آتے ہیں وہ اصل خواب سے کئی گنا زیادہ ہیں۔ جب خیالات ذہن میں آجائیں تو ان میں سے ایسے خیالات چُن لینے چاہئیں جو کسی ایک طریقے سے خواب کے ساتھ وابستہ معلوم ہوتے ہوں۔ سب سے پہلے ہم صرف خواب کے ایک عنصر کی تعبیر کرتے ہیں تاکہ ائتلاف اختیاری کا طریقہ بہ خوبی ذہن نشین ہو سکے ـــ

ا ـ ایک شخص خواب میں ایک واقف خاتون کو نالی سے باہر کھینچتا ہے۔ ائتلاف اختیاری کے ذریعے اس نے خواب کا مطلب پہلی مرتبہ ہی معلوم کر لیا۔ خواب کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس عورت کو "چُن" لیا۔ یعنے دوسری خواتین پر (شادی کے معاملے میں ؟) اس کو

ترجیح دی۔

۲ — میرے ایک دوست خواب میں اپنے آپ کو ایک حسینہ کے ساتھ کمل اوڑھ کر، چارپائی پر سوئے ہوئے دیکھتے ہیں۔ میرے یہ دوست اس حسینہ کے ساتھ شادی کرنے کے ازحد خواہش مند تھے اور وہ حسینہ بھی رضا مند تھی۔ دونوں پوشیدہ طور پر ملا بھی کرتے تھے۔ لیکن لڑکی کے والدین نے اس کی شادی کسی اور جگہ کر دی۔ کافی مدت کے بعد جب میرے دوست کی شادی ان کی مرضی کے خلاف ہونے والی تھی تو انھوں نے یہ خواب دیکھا اور ان کی یہ خواہش خواب میں پوری ہو گئی۔ کمل اوڑھنے کے متعلق اُتلاف اختیاری سے معلوم ہوا کہ وہ کہیں بھاگ کر اپنے تئیں ظلمت (یا گُم نامی) کے پردے میں نہاں کرنے کے ازحد خواہش مند تھے۔

لیکن چند وجوہ سے وہ ایسا نہ کر سکے۔ دکمل اوڑھنا، دوسروں کی نظروں سے پوشیدہ ہو جانا۔ کسی ایسی جگہ چلا جانا جہاں سے کوئی سُراغ نہ لگا سکے)۔

۳۔ "ایک عورت حج کے ارادے سے اسٹیشن پر جاتی ہے" معلوم ہوا کہ اس کے گاؤں میں ایک حجن ہے جو حج کرنے کے بعد لوگوں کو فریب سے لوٹتی ہے۔ اس کے مکرو فریب کا جال اتنا وسیع ہے کہ لوگ ایک دوسرے میں نفاق ڈالنے کی غرض سے اس کے پاس آتے جاتے رہتے ہیں۔ عورت اپنے کو زاہدہ و عابدہ ظاہر کیے ہوئے ہر قسم کے تعویذ لکھا کرتی ہے۔ خواب دیکھنے والی بھی اس کی معتقد ہے۔ اب جب کہ حجن کہیں جانے والی ہے یہ عورت اس کے شروع کئے ہوئے کام کو فروغ دینے کی خواہش مند ہے، لیکن جب تک وہ خود حجن بن کر لوگوں میں

اپنا رسوخ پیدا نہ کرے بہ ظاہر اس کی گدی پر
بیٹھنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اسی لیے خواب
میں وہ حج کرنے جاتی ہے کہ اس جگہ سے
جانے سے پیشتر اس کام کو سنبھالنے کے
قابل ہو جائے ۔ یہ سب خیالات عورت کے
اپنے ہیں جو اس نے مجھ سے بیان کئے۔
اب ہم فراڈ کی ایک مریضہ کا مکمل خواب درج کرتے
ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کیا ہم پورا خواب تعبیر کرنے
کے قابل ہو گئے ہیں ؟ :۔

"ایک نوجوان عورت، جس کی شادی کو
کافی عرصہ ہو گیا تھا، یہ خواب دیکھتی ہے :۔
وہ اپنے خاوند کے ساتھ تھیئٹر میں ہے۔
بیچوں کی ایک رو بالکل خالی ہے۔ اس کے
خاوند نے اس کو بتایا کہ ایلیز۔ ل اور
اس کے محبوب نے اندر آنا چاہا۔ لیکن وہ
صرف ناموزوں جگہ حاصل کر سکے۔ تین سیٹیں
ڈیڑھ فلارن کے عوض اور وہ یقیناً یہ جگہ

نہیں لے سکتے۔ عورت نے جواب دیا کہ اس کے خیال میں اس طریقے سے انھوں نے کوئی اتنا خسارہ نہیں اٹھایا۔"

"مریضہ نے بتایا کہ اس خواب کی وجہ ل کے متعلق ایک خبر ہے جس سے اس کے خاوند نے اس کو ایک دن قبل مطلع کیا کہ ل کی، جو اس عورت کی تقریباً ہم عمر تھی منگنی ہوگئی ہے۔ بلا شک و شبہ خواب اس خبر کا رد عمل ہے۔ "خالی رو" کے متعلق عورت نے اتلاف اختیاری کی مدد سے بتایا کہ یہ گذشتہ ہفتے کے ایک واقعے کی طرف اشارہ ہے۔ اس نے تھیٹر میں ایک خاص کھیل دیکھنے کے ارادے سے قبل از وقت زیادہ قیمت دے کر ٹکٹ خرید لیے۔ تھیٹر جا کر معلوم ہوا کہ اس کا یہ خیال کہ بعد میں تمام جگہ پر ہو جائے گی، بے بنیاد تھا کیوں کہ

بچوں کی ایک رو بالکل خالی تھی۔ اگر وہ کھیل والے دن ہی ٹکٹ خرید لیتی تو کوئی مضائقہ نہ تھا، اچھی جگہ مل جاتی اور اس کا خاوند بھی اس کی تعجیل پر معترض نہ ہوتا۔ "ڈیڑھ فلارن کا کیا مطلب ہے؟" اس کا بھی ایک واقعے کی طرف اشارہ ہے جس کا بہ ظاہر خواب کے ساتھ کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ خواب سے ایک دن قبل اس نے سنا کہ اس کی نند کو اس کے خاوند نے ۱۵۰ فلارن تحفے کے طور پر پیش کئے اور وہ تحفہ لیتے ہی "بہت جلد" جوہری کی دکان پر گئی اور تمام کا تمام روپیہ وہاں کسی زیور پر خرچ کر دیا۔ "تین" کے متعلق اس نے کوئی خیال ظاہر نہ کیا۔ سوائے اس کے کہ اس کی سہیلی "ل" اس سے صرف تین ماہ چھوٹی ہے، درحالیکہ اس کی شادی آج سے

دس سال قبل ہوگئی ہے۔ "دو آدمیوں
کے لیے انھوں نے تین ٹکٹ کیوں خریدے؟
اس کے متعلق وہ کوئی اطلاع نہ دے سکی۔

مندرجہ بالا خیالات کی مدد سے اب ہم اس قابل
ہو سکتے ہیں کہ خواب کے بے شعور معانی معلوم کرسکیں۔
ان خیالات سے معلوم ہوگا کہ وقت کے متعلق اشارات
قابل غور ہیں۔ اس نے تین ٹکٹ "بہت جلدی" خریدے
اتنی جلدی کہ اس کو مقررہ قیمت سے کچھ زیادہ ادا
کرنا پڑا، بعینہ اس کی نند تحفہ لیتے ہی فی الفور جوہری
کی دکان پر گئی اور وہاں اس نے "اتنی جلدی" زیور
خرید اکہ گویا وہ کچھ گم کرنے والی تھی۔ اگر "بہت جلدی"
"اتنی جلدی"۔ "فی الفور" وغیرہ کا خواب کے ساتھ
کسی قسم کا تعلق ہے (یعنے یہ خبر کہ اس کی ایک
سہیلی نے، جو اس سے صرف تین ماہ چھوٹی ہے
آخر کار اچھا خاوند پالیا ہے) نیز اس کی نند کے
واقعات کے ساتھ، کہ اس کی اتنی تعجیل حماقت
تھی، تو ہم خواب کا بے شعور مطلب اس طریقے سے

واضح کریں گے :—

"حقیقتاً یہ میری حماقت تھی کہ میں نے شادی کرنے میں اتنی جلدی کی۔ ال کی مثال سے واضح ہے کہ آخر کار مجھے بھی کوئی موزوں خاوند مل ہی جاتا"۔ (اس کی یہ تعجیل اس کے جلدی میں ٹکٹ خریدنے اور اس کی نند کے زیور خریدنے سے واضح ہوتی ہے)۔ تھیٹر جانے کا اشارہ اس کی شادی کی طرف ہے۔ خواب کا اصل مطلب تو یہی ہے لیکن ہم اس کو اور واضح بھی کر سکتے ہیں، گو اتنے یقین سے نہیں؛ کیوں کہ یہ تشریح عورت کے خیالات سے مستحکم نہیں ...... اور ممکن تھا کہ میں رقم سے سوگنا بہتر پالیتی۔ (۱۵۰ فلارن ڈیڑھ فلارن ۵۰۔ ۱ سے سوگنا زیادہ ہیں) اگر روپے کی بجائے جہیز رکھ لیا جائے تو اس کا یہ

مطلب یہ ہے کہ خاوند جہیز سے خریدا جاتا ہے۔ زیور اور ناموزوں جگہ دونوں خاوند کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ رشتہ اور بھی زیادہ واضح ہو سکتا ہے اگر ہم "تین ٹکٹوں" اور "خاوند" کا تعلق سمجھ سکیں۔ لیکن ہم اس علامت کو سمجھنے کے قابل نہیں ہوئے ہیں[1]۔ اب خواب کے اصل اور بے شعور معنے بالکل صاف ہیں۔ یعنے خواب عورت کے

---

[1] ہم مخصوص علامات کے ضمن میں دیکھیں گے کہ بعض مخصوص نشانات کس طرح بعض اشیا کو رمز کے طور پر واضح کرتے ہیں۔ مثلاً تین کا عدد مرد کے عضو مخصوص کی علامت ہے اور اس صورت میں خاوند کو ظاہر کرتا ہے۔ یعنے اتنی قیمت (جہیز) دے کر اس نے تین ٹکٹ (خاوند) خریدے۔ اب مخصوص علامت بالکل واضح ہے۔

خاوند کے متعلق ہے اور عورت اتنی جلدی
شادی کرنے پر متاسف نظر آتی ہے ـــ
"عورت خواب کی یہ تعبیر سُن کر حیران
رہ گئی، لیکن اس نے مان لیا کہ معاملہ
ایسا ہی ہے۔ لیکن اب تک اسے اس
بات کا علم نہ تھا کہ اپنے خاوند کے متعلق
اس کا یہ خیال ہے، اور نہ ہی اس بات کا
کہ وہ کیوں اپنی اس تعجیل پر افسوس
ظاہر کرتی ہے۔ لیکن ابھی ہم اس بات
کے قابل نہیں ہوئے کہ اس نقطے کو
اور زیادہ سلجھا سکیں۔ کیوں کہ فی الحال
خواب کے بے شعور خیالات کے متعلق
ہمارا علم بہت ہی ناکافی ہے"[۱]
مندرجۂ بالا خواب سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں: ـــ
۱ ـــ خواب کے مطالب کے متعلق ہم نے

---

[۱] فراڈ. تمہیدی لیکچرز ـــ ۱۹۳۰ء۔

دیکھا ہے کہ خواب میں زیادہ زور تعجیل پر
دیا گیا ہے۔ لیکن اصل خواب میں اس کا کوئی
اتنا ذکر نہیں۔ بغیر تعبیر کے یہ مطلب معلوم
کرنا ہمارے لیے ناممکن تھا۔ یہاں سے
یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ خواب کے بے شعور
خیالات اصل خواب میں بالکل موجود نہیں
ہوتے، ایسے خیالات صرف "ائتلاف اختیاری"
کے ذریعے سے ہی سمجھ میں آسکتے ہیں۔
اس لیے تعبیر کے وقت اس بات کا مطلق
خیال نہ کرنا چاہیے کہ فلاں خیال اصل خواب
میں موجود نہیں ــ

۲ ــ خواب میں خیالات کا آپس میں جو تعلق ہوتا
ہے بہ ظاہر وہ بالکل مہمل معلوم ہوتا ہے۔
اس خواب میں کتنے مختلف خیال ہیں، جو
بہ ظاہر بے ربط معلوم ہوتے ہیں۔ ہم نے
صرف خیالات کی مدد سے تعبیر کی کہ شادی
کے معاملے میں اتنی تعجیل حماقت تھی ــ

۳۔ خواب پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ
اصل خواب اور اس کے مطالب کا رشتہ
بہت ہی پیچیدہ ہے۔ ہم یہ نتیجہ بھی
نکال سکتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں کہ مطلب
میں اصل خواب کے عناصر بھی موجود ہوں۔
اب باقی رہا یہ سوال کہ اس پیچیدگی کی وجہ کیا ہے؟
جب ہم اس موضوع پر اور زیادہ روشنی ڈالیں گے تو
اس کی وجہ بہ خوبی سمجھ میں آجائے گی۔ جو اصحاب
اس موضوع سے کچھ دلچسپی لیتے ہیں ان کی خدمت
میں یہ عرض ہے کہ اپنے خواب ضرور ثبت کرتے
رہیں۔ کیوں کہ بعد میں یہ کام آئیں گے اور ان کی
مدد سے مضمون بہ خوبی ذہن نشین ہو جائے گا۔

# تیسرا باب

# تعبیر خواب

ب میں یہ دیکھ چکے ہیں کہ خواب ہماری خواہشوں کی تکمیل گاہ ہیں۔ بچوں کے خواب بالکل صاف اور واضح ہوتے ہیں۔ یعنے ان کی تکمیل گاہ خواہش نمایاں ہوتی ہے۔ بالغ آدمیوں کے خواب بھی بعض اوقات، جب کہ ان کا باعث کوئی طبعی مہیج، جیسے بھوک، پیاس وغیرہ ہو، اسی طرح صاف ہوتے ہیں۔ لیکن بالعموم یہ خواہش

تبدیل ہو کر کوئی اور شکل اختیار کر لیتی ہے۔ "محتسب" جو حالت بیداری میں بے شعور خیالات، یعنے ممتنع خواہشات کو شعور میں داخل نہیں ہونے دیتا، حالت نیند میں اتنا طاقتور نہیں رہتا۔ اور بے شعور خیالات اس موقع سے خاطر خواہ فائدہ اُٹھا کر شعور میں خواب کی صورت میں داخل ہو جاتے ہیں، اگر یہ ایسا نہ کرتے تو ایسے خیالات کے باہمی تنازع سے سونا محال ہو جاتا۔ یہ سب "محتسب" کی مہربانی ہے، جس کے خوف سے یہ اپنی اصلی صورت تبدیل کر لیتے ہیں، اور نیند میں مخل نہیں ہو سکتے۔ بالغ آدمیوں کے خواب اکثر خلط ملط ہوتے رہتے ہیں۔ اگرچہ خواہش ان میں بھی موجود رہتی۔ لیکن خواب دیکھنے والے کو بغیر تعبیر کے خواہش کا پتہ نہیں چل سکتا، اس پر فعل خواب کا اثر پڑتا ہے۔

## فعلِ خواب:

وہ طریقہ یا وہ قانون جس سے اصل خواب

موجودہ صورت میں ظاہر ہوتا ہے "فعل خواب" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اور برعکس اس کے جس طریقے سے خواب کو حل کیا جاتا ہے، یعنے اصل خواب کا مطلب معلوم کیا جاتا ہے "تعبیر خواب" ہے فعل خواب کی چند ایک صورتیں ہیں :—

الف — "اختصار" فعل خواب کی یہ پہلی صورت ہے۔ خواب کا ایک عنصر بہت سے بے شعور خیالات پر مبنی ہوتا ہے، بعض اوقات خواب کے چند ضروری عناصر بالکل ہی مفقود ہوتے ہیں، اور اکثر اوقات تمام بے شعور خیالات یکجا ہوتے ہیں۔ ہمارے اکثر خوابوں میں بہت سے اشخاص کی صفات ایک ہی شخص میں پائی جاتی ہیں۔ یعنے اس شخص کا نام م ہے، لیکن اس کی شکل ح سے ملتی جلتی ہے، اور اس کے کپڑے ص کی طرح سلے ہیں، اور وہ شخص ع کا پیشہ اختیار کئے

ہوئے ہے ۔ چار اشخاص کی صفات ایک
شخص میں موجود ہیں ۔

اس طریقے سے خواب بہت ہی مختصر ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اس کی تعبیر بہت ہی طویل ہوتی ہے ۔ مثلاً اگر خواب نصف صفحہ پر آئے تو اس کی مکمل تعبیر تقریباً دو تین صفحے لے گی ۔ باوجود اس کے پھر بھی یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ یہ تعبیر بالکل مکمل ہے۔ اختصار کا عمل اس وقت بہت زیادہ ہوتا ہے جب خواب میں کسی شخص کا نام یا کوئی مقام موجود ہو۔ نیز یہ کسی خاص قانون کے ماتحت کام نہیں کرتا۔ خیالات بالکل مہمل معلوم ہوتے ہیں ۔ اس نقطہ کو میں اپنے آج رات کے خواب سے واضح کرتا ہوں ۔ ۶ ستمبر ۳۴ء :-

## خوشنما مناظر کا خواب

"میں مفتی صاحب کے ساتھ بائیسکل پر
سوار کہیں جا رہا ہوں ۔ راستے میں ایک
بنگلہ نما مکان نہایت ہی خوب صورت

دکھائی دیتا ہے۔ میں اس کو دیکھنے کے لیے بے تاب ہو جاتا ہوں۔ قریب پہنچنے پر معلوم ہوا کہ یہ ایک گاؤں ہے۔ اس کے مشرق کی جانب مکان سے ملحق ایک نہایت ہی خوب صورت مختصر سی مسجد ہے۔ گاؤں کے باہر فصیل بھی موجود ہے.... مفتی صاحب کہیں غائب ہو جاتے ہیں... میں ایک شخص سے جو گاؤں کا باشندہ معلوم ہوتا ہے، مخاطب ہوتا ہوں: "میں تمھارا یہ گاؤں دیکھنا چاہتا ہوں"۔ وہ جواب دیتا ہے: "ضرور، لیکن اس طرح نہیں، میں کل یا پرسوں آپ کو مدعو کر دوں گا۔ پھر دیکھ لینا......" گاؤں کے باہر ایک طرف ایک اور خوشنما عمارت ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ مدرسہ ہے۔ میرے ساتھ ع اس وقت موجود ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ

ہم اس اسکول کے طلبا کا دماغی معائنہ
کرنے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ لیکن وقت کی
قلت کے باعث اس ارادے کو ملتوی
کرتے ہیں، اور پھر آنے کا وعدہ
کرتے ہیں ............... اسی
گاؤں کو دیکھنے کے لیے اپنے دوست
الف کے ہاں جاتا ہوں، وہاں اور بھی
بہت سے حضرات چارپائیوں پر لیٹے ہوئے
ہیں۔ میرے پاس علامہ عبداللہ یوسف علی کا
انگریزی ترجمہ والا پہلا سیپارہ ہے۔ ایک
صاحب سیپارہ کو مجھ سے لے کر دیکھتے ہیں۔
کچھ عرصہ دیکھنے کے بعد مجھ سے اس کے
متعلق پوچھتے ہیں۔ میں جواب دیتا ہوں۔
انگریزی ترجمہ تو بلا شک و شبہ بہترین ہے۔
لیکن متن میں بہت سی غلطیاں ہیں' .....''

تعبیر: — کل مفتی صاحب میرے مہمان
تھے۔ میں ان کو الوداع کہنے کے لیے ایک میل تک

بائیسکل ساتھ لے کر گیا۔ سڑک پر جہاں ایک سکھ ٹھیکہ دار نے ایک خوشنما کوٹھی بنائی ہے وہاں پہنچ کر مفتی صاحب چلے گئے اور میں وہاں سے سیدھا بھٹی بھنگو کے مدرسے کے طلبا کا دماغی معائنہ کرنے کے لیے گیا۔ میرے پہنچنے کے کچھ عرصہ بعد میرے ایک رشتہ دار ع بھی وہاں پہنچ گئے۔ خواب میں جو بنگلہ دیکھا ہے وہ گھلوٹیاں (ایک گاوں کا نام ہے) کا ایک نہایت خوب صورت محلہ ہے۔ پچھلے دنوں عید میلاد کی تقریب پر جماعت احناف کی جانب سے ایک جلسہ منعقد ہوا۔ میں بھی ع اور مدرسین بھٹی بھنگو کے ساتھ وہاں پہنچا۔ جلسے کا انتظام بھی اسی محلہ کے رہنے والوں کی طرف سے کیا گیا تھا۔ اس کے مشرق کی جانب ایک چھوٹی سی مسجد بھی تھی، جس کے قریب وسیع میدان میں جلسہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ وہ محلہ گاوں سے باہر تھا، اور نہایت ہی خوب صورت۔ ایک ہی خاندان کے افراد وہاں رہتے تھے۔ میں مکانوں کی ترتیب اور حسنِ انتظام دیکھ کر نہ صرف

عشق ہی کرتا تھا بلکہ یہ میری خواہش تھی کہ کاش میرا بھی مکان یہیں ہوتا۔ حقیقتاً اس طرز کے مکان میں نے اس سے پہلے کہیں نہیں دیکھے تھے۔ میں اس محلے کو اندر سے دیکھنے کے لیے بہت ہی بے تاب تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ خوراک وغیرہ کا انتظام بھی انھیں کے ذمے ہے۔ شاید اندر جانے کا موقع مل جائے۔ اتنے میں ایک صاحب آئے جو بہ ظاہر میرے آشنا معلوم ہوتے تھے، لیکن میں ان کو نہ پہچانتا تھا۔ انھوں نے ہمیں بائیسکلیں اپنے مکان میں رکھنے کے لیے کہا۔ ان مکان بھی اسی محلے میں تھا۔ انھیں نے ہمیں شام کے کھانے پر اپنے گھر مدعو بھی کیا۔ ہم نے شب کا کھانا وہاں کھایا، اور ان مکانوں کو جن کے چاروں طرف فصیل نما دیوار تھی خوب غور سے دیکھا۔ فی الواقع عمارات قابل دید تھیں۔

مدرسے کی خوشنما عمارت بلاشک و شبہ بھٹی بھنگو کا مدرسہ ہے، جہاں جلسے والے دن ہم وہاں واپسی پر

کھانے سے فارغ ہو کر پہنچ گئے، اور شب بھی وہیں گذری۔ کل اسی جگہ معائنہ کے لیے میں آیا ہوا تھا۔ صرف چند ہی طلبا کا معائنہ کر سکا۔ ہیڈ ماسٹر وہاں رہنے کے لیے مجبور کرتے تھے۔ لیکن میں آئندہ کا وعدہ کرکے بچوں کے ساتھ واپس اپنے مکان پر آ گیا۔

پچھلے دنوں میں ایک رشتہ دار کی شادی پر مدعو تھا۔ وہاں ہمارے اور بھی قریبی رشتہ دار جمع تھے۔ میں بہ غرض اشاعت اپنے ساتھ "انجمن عالم گیر تحریک قرآن مجید۔ حیدر آباد۔ دکن" کی شائع شدہ "بچوں کی تفسیر" ساتھ لے گیا تھا۔ وہاں نمونتاً ہر ایک کو دکھائی اور خرید نے پر مجبور کیا۔ وہاں قرآن پاک کے مختلف تراجم پر بحث شروع ہو جاتی ہے۔ باتوں ہی باتوں میں علامہ عبداللہ یوسف علی کے انگریزی ترجمہ کا ذکر شروع ہوا۔ میں نے اس کی کافی تعریف کی، اور اپنا فیصلہ دیا کہ مکمل ہو جانے پر بلا شک و شبہ یہ بہترین ترجمہ ہوگا۔

جس طرح اردو میں مولانا ابوالکلام آزاد کا "ترجمان القرآن"۔ مکرمی عموی صاحب نے فرمایا، ہاں یہ ترجمہ فی الواقع بے نظیر ہے۔ ہر گھر میں اس کا ہونا اشد ضروری ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ اس کے متن میں بے شمار غلطیاں ہیں۔ شاید دوسرے ایڈیشن میں یہ شکایت رفع کر دی جائے۔

مندرجۂ بالا خواب اور اس کی مختصر تعبیر پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ "محتسب" کا فعل بالکل واضح ہے۔ کسی طرح بالکل مختلف قسم کے خیالات ایک مسلسل خواب میں موجود ہیں۔ وقت بھی ایک ہی ہے اور مقام بھی ایک ہی ہے۔ حالانکہ یہ خواب تین مختلف خیالات پر مبنی ہے جو مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر ظہور پذیر ہوئے۔ خواب کے آخری جزو میں دیکھئے کہ ایک ہی کتاب کے دو مختلف پہلو ہیں۔ بالغ آدمیوں کے خواب میں یہ فعل سوائے چند ایک کے ضرور ہی موجود ہوگا۔ گویا خواب کی بناوٹ میں یہ نہایت ہی ضروری

حصہ لیتا ہے۔

ب ۔ "تبدل" ۔ بعض خیالات جو خواب میں بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں، بعض اوقات تعبیر میں کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ برعکس اس کے ایسے خیالات جو خواب میں بالکل معمولی ہوتے ہیں ممکن ہے کہ وہ تعبیر میں نہایت ہی ضروری حصہ لیں۔ فرائڈ کی اس مریضہ کے خواب میں عجلت کے خیالات اصل خواب میں بالکل معمولی معلوم ہوتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ خواب کی تعبیر ہی انھیں کے متعلق ہے۔ اسی طرح اس عورت کے خواب میں، جو اپنے اکلوتے بچے کو صندوق میں مرا ہوا دیکھتی ہے۔ "صندوق" کا خیال بظاہر اتنی اہمیت نہیں رکھتا، لیکن تعبیر سے معلوم ہوا ہے کہ یہ لفظ نہایت ہی ضروری حصہ لیتا ہے۔

ج ۔ "مناظریت" ۔ اصل خواب کے خیالات اس طرح آپس میں مربوط ہوتے ہیں گویا وہ کسی دل چسپ کہانی کو بیان کر رہے ہیں ۔ یا وہ کسی ڈرامے کے کسی ایک منظر کو ظاہر کر رہے ہیں ۔ خیالات اکثر مختلف اشکال میں ظاہر ہوتے ہیں ۔ اس دل فریب منظر کو تحریر میں صحیح صحیح کسی طرح نہیں لایا جاسکتا ۔ مثلاً میرے اپنے خوب صورت گاڈں والے خواب میں مکانوں کا نقشہ الفاظ میں نہیں کھینچا جاسکتا ۔ نیز وہ کسی طرح ایک دل چسپ اور مسلسل کہانی معلوم ہوتی ہے ۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر خواب میں یہ فعل موجود ہو ، بلکہ اکثر اوقات ان میں اصل خواب کے خیالات تعبیر میں یہ دستور قایم رہتے ہیں ۔

"علامات مخصوصہ"

اس بناوٹ کی طرف فراڈ اور اس کے پیرووں نے

تعبیر میں خاص توجہ دیتی ہے۔ فرائڈ کے خیال کے مطابق صنفی جبلت کے علاوہ کوئی اور جبلت اتنی ممتنع نہیں ہوتی۔ بے شعوری میں صرف یہی ایک جبلت ایسی ہے جو ممتنع ہونے کی سب سے زیادہ خصوصیت رکھتی ہے۔ بالغ آدمیوں کے خواب زیادہ تر ممتنع صنفی خواہش سے تعلق رکھتے ہیں، اور صنفیت کے مخصوص رموز رکھتے ہیں۔ ان رموز یا مخصوص علامات سے یہ ایک حد تک ممکن ہے کہ خواب کی تعبیر بغیر خواب دیکھنے والے کی مدد کے کی جا سکے، کیوں کہ بے شعوری میں ایسی علامات موجود ہوتی ہیں جو بعض خاص اشیا کو ظاہر کرتی ہیں۔ ان کی تعداد کوئی اتنی زیادہ نہیں۔ انسانی جسم، والدین، بچے، بہن بھائی، پیدائش، موت، برہنگی اور ایک چیز اور —

"انسانی جسم کی مخصوص علامات جو اکثر ظاہر ہوتی رہتی ہیں گھر یا مکان ہے۔ بہت سے اشخاص اکثر خواب میں

مکان سے نیچے گرتے دیکھتے ہیں۔ بعض اوقات خوشی کے احساس سے اور بعض اوقات خوف کے احساس سے۔ جب مکان کی دیواریں بالکل صاف ہوں تو اس کا مطلب مرد ہے، اور جب چھجے اور کھڑکیاں وغیرہ بھی موجود ہوں تو اس کا مطلب عورت ہے۔ والدین خواب میں بادشاہ اور ملکہ یا کسی اور معتبر ہستی سے ظاہر ہوتے ہیں ......... بچے اور بہن بھائی کے لیے چھوٹے چھوٹے جانور مخصوص ہیں۔ پیدائش بلا شک و شبہ پانی سے ظاہر ہوتی ہے۔ یا ہم پانی میں چھلانگیں مارتے ہوتے ہیں یا غوطہ زنی کرتے ہیں یا باہر نکل رہے ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ہم کسی کو ڈوبنے سے بچا رہے ہوتے ہیں۔ یا کسی اور سے

ہم بچائے جاتے ہیں۔ اس صورت میں
بچے اور اس کی ماں کا باہمی رشتہ واضح
ہوتا ہے۔ مرنے کی علامت سفر ہے۔
ریل گاڑی کا یا پیدل، کپڑے اور
وردی " برہنگی کو ظاہر کرتے ہیں۔۔۔۔
خوابوں میں سب سے زیادہ علامات
صنفیت سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کے لیے
مخصوص علامات کافی تعداد میں موجود
ہیں۔ مرد کے اعضائے مخصوص مختلف
علامات اور مختلف طریقے سے ظاہر
ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے تین کا مقدس
عدد ان کے لیے مخصوص ہے۔ دونوں
صنفوں کے لیے سب سے زیادہ ضروری
اور دلچسپ عضو مرد کا عضو تناسل ہے
جو خواب میں ان اشیا سے ظاہر ہوتا ہے
جو شکل و شباہت اور افعال میں اس سے
ملتی جلتی ہوتی ہیں۔ طویل اور سیدھی اشیا

جیسے چھڑی، چھاتہ، درخت، پول اور اسی طرح کی اور چیزیں۔ تکلیف دہ اور جسم کو زخمی کرنے والی چیزیں، جیسے نوک دار آلات، چاقو، خنجر، نیزہ، بندوق، پستول اور ریوالور وغیرہ۔ کیوں کہ یہ تمام اشیا افعال اور شکل و شباہت میں عضو مخصوص سے ملتی جلتی ہیں۔ نوجوان عورتوں میں قلق پیدا کرنے والے خواب، جن میں مسلح آدمی ان کا تعاقب کرتے ہیں، بہت ضروری حصہ لیتے ہیں۔ عورتوں میں غالباً اس قسم کے خواب سب سے زیادہ تعداد میں آتے ہیں۔ عضو مخصوص کے لیے ایسی اشیا جن سے پانی بہہ کر نکلے، مثلاً نل، پانی کے حوض یا چشمے، یا اونچی نیچی ہونے والی اشیا، مثلاً لٹکانے والے لیمپ، یا چھوٹی بڑی ہونے والی پنسلیں،

قلم، قلمدان، ناخن تراش، ہتھوڑے، اور
اسی قسم کے اور آلات مقرر ہیں۔ ہوائی جہاز بھی
اس کا ایک نشان ہے۔ بعض اوقات خواب
دیکھنے والا ہوا میں اُڑتا نظر آتا ہے۔ اگر
عورتیں اس قسم کا خواب دیکھیں، تو اس کا
یہ مطلب ہے کہ وہ مرد بننے کی خواہشمند
ہیں۔"

"انسانی صنفی علامات جو سمجھ میں
کم آتی ہیں مچھلیاں اور سانپ وغیرہ
ہیں۔ اسی طرح ہیٹ اور چغے بھی۔ یہ
بات ابھی پایۂ تصدیق کو نہیں پہنچی کہ آیا
اور چیزیں، مثلاً ہاتھ، پاؤں فی الواقع
مرد کے عضو تناسل کو ظاہر کرتے ہیں۔"

عورتوں کے اعضائے تناسل کی تعداد نسبتاً کم ہے۔
ان کا عضو مخصوص ایسی اشیا سے ظاہر ہوتا ہے
جن میں خلا پایا جائے، جیسے گڑھے، غار، سوراخ،
بوتلیں، جار، مختلف اقسام کے صندوق،

الماریاں، جیب وغیرہ۔ جہاز بھی اسی تحت میں آتے ہیں۔ بعض علامات صرف رحم کے لیے مخصوص ہیں، جیسے کمرے، سٹوو، علاوہ ازیں مختلف اقسام کی ٹھوس اشیا، جیسے لکڑی، کاغذ اور ان سے بنی ہوئی آشیا، جیسے میز اور کتاب، دروازہ اور کھڑکی مبدء مہبل کے سوراخ کی علامات ہیں۔ منہ بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔ گرجے، مندر، سنگاریکس، جواہرات، خزانے، مٹھائیاں بھی عورت کو ظاہر کرتے ہیں۔ پستان بھی صنفی عضو کے تحت آتے ہیں۔ ان کے لیے مختلف اقسام کے پھل جیسے سیب، ناشپاتی وغیرہ مقرر ہیں۔ دونوں صنفوں میں موئے زہار، جنگلات، جھاڑیاں اور گھاس سے ظاہر ہوتے ہیں۔ پہاڑی منظر بھی اس علامت میں شامل ہے۔ مختلف قسموں کی حرکات صنفی فعل کے لیے مقرر ہیں۔ لہو ولعب اور پیانو پر کھیلنا اپنے عضو مخصوص سے کھیلنے سے جو سرور حاصل ہوتا ہے اس کی علامات ہیں۔ جلق کی عادت کسی درخت کی شاخ کھینچنے سے ظاہر ہوتی ہے۔ دانت

نکالنا یا دانت کا نکلنا جلق کی سزا ہے۔ مباشرت کے لیے گھوڑے کی سواری، ناچ، درختوں پر چڑھنا اور کسی چیز کے نیچے دب جانے کی علامات ہیں۔ ان میں چند دست کاری کے پیشے یا کسی ہتھیار سے دھمکائے جانا بھی داخل ہے۔ چند ایک علامات ایسی ہیں جو دونوں جنسوں کے لیے مقرر ہیں، مثلاً چھوٹے بچے (بچی)۔

مندرجۂ بالا علامات فرائڈ اور اس کے پیروؤں مثلاً ڈاکٹر برل (پروفیسر کولمبیا یونیورسٹی، امریکہ) اور ڈاکٹر آرنسٹ جونز (صدر مجلس بین الاقوامی تحلیل نفس۔ لندن) وغیرہ وغیرہ کے مقرر شدہ ہیں۔ لیکن ان سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ تمام حالتوں میں ایسی علامات کی تعبیر صنفیت ہے۔ فرائڈ کے خیال کے مطابق اگر خواب میں سانپ دکھائی دے تو یہ "سدا" انسانی عضو مخصوص کو ظاہر کرتا ہے۔ لیکن یہ درست نہیں ہو سکتا، ممکن ہے کہ اس نے اس دن

سانپ کو دیکھا ہو[1]۔ اس لیے بغیر غور کے ان علامات سے نتیجہ اخذ کرنا درست نہیں۔ "اتلاف اختیاری" کا طریقہ استعمال کرنا لازمی ہے۔ یا کم از کم خواب دیکھنے والے سے ان کے متعلق سوال کرنا ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ کسی خاص تجربے کی طرف اشارہ کیا گیا ہو۔ فرائڈ بھی اپنی تصنیف "تعبیر خواب" میں اس اصول پر قایم نہیں رہا۔ یہاں یہ ذکر کر دینا بھی ضروری ہے کہ فرائڈ نے ممتنع طفلی صنفیت پر کافی سے زیادہ زور دیا ہے۔ اس کے ہر کام میں صنفی جبلت موجود ہے۔ یہ نظریہ کہاں تک درست ہے؟ قارئین خود اس کی جانچ کر سکتے ہیں کہ یہ نظریہ کس حد تک قبول کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے شہر میں

---

[1] ملاحظہ ہو ڈاکٹر ریورز کی "نزاع اور خواب" (Conflict & Dream) سانپ کسی صورت میں صنفی علامت نہیں ہو سکتا۔ لیکن میرے خیال میں ڈاکٹر ریورز کے دلائل اس بارے میں اتنے مستحکم نہیں۔

فراڈ کے ہم وطن ایک رومن کیتھولک پادری ہیں، جن سے میں فرانسیسی پڑھا کرتا تھا۔ یہ فراڈ کی تعلیمات کے سخت مخالف معلوم ہوتے ہیں۔ ایک دن باتوں ہی باتوں میں میں نے فراڈ کے نظریۂ خواب کا ذکر کیا۔ کہنے لگے: "کیا آپ یقین کر سکتے ہیں کہ تمام پیغمبروں، ولیوں اور صالحین کے خواب میں بھی یہ عنصر موجود ہوتا ہے؟ کیا اس درجے پر پہنچ کر بھی انھیں صنفیت کا خیال رہتا ہے؟ یا ان کے روزمرہ کے واقعات اور تجارب میں صنفیت پنہاں ہوتی ہے؟" — قارئین کچھ بھی خیال کریں، لیکن میرے خیال میں ہم بعض اوقات فراڈ کے نظریے سے متفق نہ ہونے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ میں نے چند دن گذرے کہ خواب میں چھڑی ہاتھ میں لے کر نہر کے کنارے سیر کرتے دیکھا۔ فراڈ کے نظریے کے مطابق یہ عضو مخصوص سے کھیلنے کی علامت ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس سے تقریباً ایک ماہ قبل میں نے ایک مدرس کو ایک نہایت ہی خوب صورت

چھڑی بنوا دینے کے لیے کہا، لیکن اس نے کافی دیر کردی۔ میں بڑی بے صبری سے اس کا منتظر تھا۔ اکثر اسے کہتا رہتا، اور وہ عذر و معذرت کرتا رہتا۔ خواب والے دن شام کے وقت مجھے چھڑی ملی جو میری حسب خواہش تھی۔ کافی دیر تک میں اس چھڑی کو ہاتھ میں لیے سیر کرتا رہا۔ اب آپ کو یہ حق حاصل ہے کہ خواہ اس خواب کو شام کے واقعہ کا رد عمل خیال کریں، خواہ نظریۂ فرائڈ کے مطابق اس کی تعبیر کریں۔

فرائڈ نے خوش قسمتی سے اپنی بعد کی تصنیفات میں اپنے اس نظریے کو قدرے تبدیل کر دیا ہے۔ فرائڈ کے پیرو بھی کسی ایک خاص اصول پر کاربند نہیں رہتے۔ مثال کے طور پر ڈاکٹر اے۔ برل کی ایک مریضہ کا خواب درج کرتا ہوں۔ صاحب موصوف جو امریکہ کے مشہور ماہر ہیں، اپنی "تحلیل نفسی" میں

---

A. A. Brill: Psycho-Analysis P. 49

یہ خواب تحریر کرتے ہیں :—

ایک نوجوان عورت بیان کرتی ہے :—

"میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کسی غیر معروف گاؤں میں تھی، اور میں اپنے گھر جو لکونو (Liconoue) یا لکونور بے (Liconor Bay) میں واقع ہے، پہنچنے کے لیے بہت بے تاب تھی، لیکن وہاں نہ پہنچ سکی۔ جونہی میں حرکت کرتی میرے راستے میں دیوار حائل ہو جاتی۔ گویا وہ گلی دیواروں سے ہی بھری ہوئی تھی۔ میری ٹانگیں پتھر جیسی بھاری تھیں۔ میں صرف بہت آہستہ آہستہ چل سکتی تھی، گویا میں بہت نحیف اور ضعیف العمر تھی۔ پھر وہاں بہت سے چوزے دکھائی دیے لیکن یہ منظر شہر کی آباد گلی میں تھا۔ وہ چوزے میرے پیچھے دوڑے، اور ان سب میں سے بڑا چوزہ مجھ سے کچھ اس طرح سے مخاطب

ہوا: "میرے ساتھ تاریکی میں چلو!"—

جب مریضہ کو اپنے خیالات "چوزوں" پر ارتکاز کرنے کے لیے کہا گیا تو اس نے مطلع کیا:—

"میں صرف سب سے بڑے چوزے کو اچھی طرح دیکھ سکی، باقی تمام صاف دکھائی نہیں دیتے تھے۔ یہ غیر معمولی طور پر بڑا تھا، اس کی گردن بہت لمبی تھی، اور اسی نے مجھ سے بات کی ...... گلی وہی ہے، جہاں میں مدرسہ جایا کرتی تھی"......

پھر یکایک اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور قہقہہ مار کر ہنس پڑی:—

"میرا مخالف صنف میں ایک رفیق تھا۔ ہم مدرسے کے اوقات کے بعد ملا کرتے تھے، اور اکٹھے ہی گھر آتے تھے۔ وہ بڑا دبلا پتلا تھا۔ لڑکیاں اس کے متعلق مجھے تنگ کیا کرتی تھیں۔ جب بھی اسے

آتا دیکھتیں، مجھے کہتیں، اچھی! وہ ہے
تمھارا چوزہ ۔ لڑکوں میں وہ اس نام
سے مشہور تھا"

عورت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب مدرسے کے دن گذر گئے نوجوان ت نے تین دفعہ اسے پسند کیا، (شادی کا خواستگار ہوا)، لیکن وہ لیت لعل کرتی رہی۔ خواب کے زمانے کے دوران میں وہ امید کرتی تھی کہ پھر درخواست کی جائے گی۔ حالانکہ وہ شخص کسی اور عورت کی طرف مائل معلوم ہوتا تھا۔ عورت کا انکار اس کی قلیل آمدنی کی وجہ سے تھا، کیوں کہ وہ غریب تھا، اور یہ کافی مال دار بن چکی تھی۔

برل نے اس کی تعبیر یوں کی ہے: بڑا چوزہ مسٹر ت ہے۔ جب وہ کہتا ہے "میرے ساتھ تاریکی میں چلو" تو یہ نئی درخواست کی خواہش ہے کیوں کہ "تاریکی" سے مراد ہے، اندھیرا ۔ "شادی راز وغیرہ ....... ...... یہ کسی بیابان میں ہے،

اور اپنے گھر "لکو نورسیے" جانے کے لیے بے تاب ہے۔ یعنے وہ شادی کرنے کی از حد خواہشمند ہے۔ لیکن یہ وہاں نہیں پہنچ سکتی۔ راستے میں دیوار حائل ہے، اور گلی دیواروں سے بھرپور ہے۔ (دیواروں والی گلی مالی حالت کا خراب ہونا)۔

یہ تعبیر عورت کے تلازم اختیاری سے کی گئی ہے۔ مثلاً "تاریکی" اندھیرا، شادی، راز وغیرہ وابستہ تھے۔ اس عورت میں جو عصبی مرض کی علامات بھی موجود تھیں، تعبیر خواب سے بالکل مفقود ہوگئیں۔ میرے خیال میں یہ تعبیر قبول کیے جانے کے بالکل قابل ہے۔ اسی خواب پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ فراڈ کے مقررہ اصولوں پر اس کی تعبیر نہیں کی گئی۔ ممتنع خواہش کی جڑ صنفیت میں ضرور ہے۔ لیکن بچپن کے مجموعے میں نہیں۔ مجموعہ سن بلوغ سے تعلق رکھتا ہے۔ نیز یہ خواہش بھی بے شعور نہیں، گو ایک حد تک ممتنع ضرور ہے۔ خواہشات اور خیالات، جن کا اظہار خواب میں

کیا گیا ہے برل کے مطابق :۔

"وہ خیالات ہیں جو گذشتہ مہینوں میں
خواب دیکھنے والے کے ذہن میں تلاطم برپا
کر رہے تھے ۔ اور جن کو ۔۔ جیسے کہ وہ
خود مانتی ہے ۔۔ وہ بالکل فراموش
کرنے میں کوشاں تھی"۔

فرائڈ کے اصول یعنی "ممتنع طفلی صنفیت" سے خاطرخواہ فائدہ نہیں اٹھایا گیا۔

فرائڈ کا تمام خوابوں کے متعلق یہ فیصلہ ہے کہ یہ سب نیند کے محافظ ہوتے ہیں ۔ یہ درست ہے کہ خواب بالعموم بیدار کرنے والے ہیج سے ہمیں محفوظ رکھتا ہے ۔لیکن بعض اوقات اس کا عمل بیکار ہو جاتا ہے ۔کیوں کہ کبھی کبھی خواب ہمیں بیدار بھی کر دیتے ہیں ۔ جیسے خوف و ہراس کے خواب ۔ اسی سبب سے فرائڈ کا یہ اصول عام نہیں قرار دیا جا سکتا۔ گو زیادہ تر یہ امر واقع ہے ۔ فرائڈ کی مقررشدہ صنفی علامت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ سب علامات

جبلی ہیں" اور قوموں کی جبلی خاصیت ہیں۔ فرائڈ خود ان کے متعلق یہ کہتا ہے کہ یہ "قومی وراثت" ہیں۔ ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ بعض علامات اکثر صنفی نہیں ہوتیں۔ اگر یہ علامات جبلی ہوتیں تو ان کا تعلق اس زمانے سے ہوتا جب ہم عالی شان مکانوں کی بجائے غاروں میں رہا کرتے تھے، اور درندوں کی طرح زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ پھر ہم کس طرح مان سکتے ہیں کہ چھتری، مکان، سنگار بکس، میز، صندوق، گرجہ، خنجر وغیرہ "قومی وراثت" ہیں، اور اس لیے صنفی علامات ہیں؟ "بے شعوری" نے بعد میں آکر کیوں یہ علامات مقرر کر دیں؟ یا کس طرح یہ جبلی ہوگئیں؟ فراڈ کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ یہ بات بھی قابل اعتبار نہیں کہ خواب کے متعلق تلازم اختیاری آخرکار صنفیت کی طرف لے جاتے ہیں۔ اگر یہ اس طرف لے بھی جائیں تو یہ تعبیر کرنے والے کے اثر کی وجہ سے ہے۔

اس بحث سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ

فرا ڈ کا نظریہ بعض حالات میں بالکل درست ہوتا ہے۔ خصوصاً عصبی مریضوں کے خوابوں میں۔ لیکن بعض اوقات یہ ایسا نہیں ہوتا۔ ہم تمام کے تمام خواب اس قانون سے کبھی بھی تعبیر نہیں کر سکتے۔

میں نے اپنے دوستوں اور مریضوں کے خوابوں میں چند علامات ایسی دیکھی ہیں جن کو صنفی علامات کی تحت میں لایا جا سکتا ہے۔ یہ کافی تجربات کی بنا پر نتیجہ اخذ کیا گیا ہے۔ علامات مندرجہ ذیل ہیں:۔

مباشرت: چارپائی پر کسی کے ساتھ لیٹے ہوئے دیکھنا۔ یا کپڑا اوڑھ کر سونا، یا کشتی لڑنا۔

مرد کا عضو مخصوص: مولی، گاجر وغیرہ۔ ستون اور نجاروں کے تمام آلات۔

عورت کا عضو مخصوص: پگڑی، بوٹ، چائے کی پیالیاں وغیرہ۔

پیدائش: سورج، چاند۔

موت : گڑھا کھودنا ۔ مکان کی دیوار
گرتے دیکھنا ، ڈاکوؤں کا مکان کو
لوٹتے دیکھنا ، پالکی پر کسی کو
سوار دیکھنا ۔

---

# خواب اور ان کی تعبیر

خواب کی تعبیر مندرجۂ ذیل اقسام کی ہو سکتی ہے :-
الف ۔ مستقبل کے واقعہ سے آگاہ کرنا ، یا
کسی ایسے حال کے واقعہ سے مطلع
ہونا جس کی جائے وقوع کوئی اور
جگہ ہو ۔ دوسری صورت میں ہم
کہہ سکتے ہیں کہ "دماغیت" (Mentalism)
کے قانون کے مطابق دو نفس آپس میں
اتنے مربوط ہو جاتے ہیں کہ ایک نفس کے

احساس اور جذبات کا اثر دوسرے نفس پر پڑنا ممکن ہے۔ یہ اثر کس طرح پڑتا ہے؟ اس کا جواب دینے کی یہاں گنجائش نہیں[1]۔ یہ بات اب پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اثر پڑتا ضرور ہے۔ خواب میں بھی ایسے واقعات کا علم ہو جانا ممکن ہے جن کا اثر ایک دوسرے کے نفس پر پڑے۔ مکرمی عموی صاحب فرماتے ہیں :-

"کافی مدت گذری ہے میں نے

---

[1] ان اقسام کے سوالات سے دلچسپی لینے والے حضرات کو "ڈکٹر سکنو" کی نہایت ہی دلچسپ تصنیف قانون دماغیت" (The Law of Mentalism: American Institute of Mentalism) کی سفارش کی جاتی ہے۔

خواب میں دیکھا کہ ڈاکو ہمارا
گھر لوٹ رہے ہیں۔ تیسرے
دن خبر ملی کہ بھائی صاحب
(یعنے میرے والد محترم)
وفات پا گئے ہیں"۔

مخصوص علامت سے بھی اس کی تشریح کی جا سکتی ہے (ڈاکوؤں کا مکان کو لوٹنا = موت) اور دماغیت کے قانون سے بھی، کیوں کہ یہ ممکن نہیں کہ باہمی تعلقات کی بنا پر جذبات ظاہر نہ ہوں۔ باہمی تعلق جتنا زیادہ گہرا ہو اتنا ہی ایک نفس دوسرے سے متاثر ہو سکنے کی قابلیت رکھتا ہے۔ مجھے بھی چند ایک واقعات ایسے یاد ہیں جن سے اس اثر کا بہ خوبی پتا چل سکتا ہے۔ چند سال گذرے ہیں میں کسی گاؤں میں گیا ہوا تھا۔ دوسری

صبح نہایت آرام سے گذر گئی۔ حسب خواہش
رفیق ملنے سے میرا دل بہت خوش تھا۔
لیکن اسی دن شام کو اچانک میری
طبیعت سخت خراب ہو گئی۔ خوشی
اور بشاشت بالکل کافور ہو گئی۔
کھانا پینا تو کجا، کسی سے بات کرنے کو
دل نہ چاہتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا
تھا کہ کسی شدید صدمہ کی وجہ سے
میرا دل سخت مجروح ہو گیا ہے۔
میزبان بھی مجھ میں یہ فوری تغیر
دیکھ کر سراسیمہ تھا، لیکن جلد ہی
اس سربستہ راز کا علم ہو گیا۔ اس
واقعہ کے تقریباً ایک گھنٹہ بعد ایک
آدمی آیا، جس نے اطلاع دی کہ
میری چھوٹی ہمشیرہ طاعون میں مبتلا
ہو کر دم توڑ رہی ہے، اور صرف
چند گھڑیوں کی مہمان ہے۔ ایک

گھنٹہ بعد میں وہاں پہنچ گیا۔ میرے
وہاں پہنچنے کے صرف چند منٹ بعد
میری دُنیا میں سب سے زیادہ
عزیز ہستی کی روح صرف چند ہی
گھنٹے بیمار رہ کر عالم فردوس کو
سدھار گئی۔ اس واقعہ سے جو
غائبانہ اثر مجھ پر پڑا کچھ تعجب کی
بات نہیں۔ یہ محض اتفاق نہیں۔
مجھے ایسے کئی واقعات کا ذاتی تجربہ
ہے۔ نتیجتاً اگر حالت بیداری میں
اس کا اثر پڑ سکتا ہے تو خواب میں
ایسے واقعات سے متاثر ہونا کونسے
اچنبھے کی بات ہے؟

ب ۔ خواب بعض اوقات کسی خارجی
ہیجان کے رد عمل ہوتے ہیں۔ جیسے
مار سے کے دل چسپ تجربات۔

ج ۔ خواب کا مطلب الفاظ کی بناوٹ سے

معلوم کیا جاتا ہے۔

د ۔ تعبیر تاریخی ہوتی ہے۔ یعنے حافظہ کی مدد سے گذشتہ واقعات کے علم کی بنا پر تعبیر کی جاتی ہے۔ گذشتہ باب میں ایسے خواب درج کئے جا چکے ہیں۔ اور

ہ ۔ مخصوص علامات سے اب اس تعبیر کو مختلف مثالوں سے واضح کیا جاتا ہے:—

(۱) ہیٹ مرد کے عضو تناسل کی علامت۔

(فراڈ کی ایک نوجوان مریضہ):—

"میں بہار کے دنوں میں ایک کوچہ سے گذر رہی ہوں، ایک عجیب قسم کا تیلیوں کا ہیٹ میرے سر پر ہے۔ اس کے درمیانی حصہ کا ابھار اوپر کی طرف ہے، اور دونوں طرفوں کے حصے نیچے کو لٹکے ہوئے ہیں، اور

ایک حصہ دوسرے سے زیادہ لمبا ہے۔
میں ہشاش بشاش ہوں۔ جب میں چند
افسروں کے مجمع سے گذرتی ہوں میں
اپنے آپ سے کہتی ہوں:[1]
"تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے"۔

فرآڈ نے اس کی تعبیر یہ کی:—

ہیٹ' فی الواقع مرد کا عضوِ مخصوص ہے۔ یعنے ہیٹ کا درمیانی اُبھار والا حصہ اور لٹکے ہوئے دو حصے اس کی علامت ہیں، اور چونکہ وہ اپنے خاوند سے ہر طرح مطمئن تھی اس لیے افسروں کا اسے کچھ خوف نہیں ہوا۔ یعنے اس کی کوئی خواہش ان سے وابستہ نہ تھی۔ تعبیر سُن کر عورت کچھ عرصہ تک خاموش رہی، اور پھر قدرے جھجک کر کہنے لگی کہ اس کے خاوند کا ایک بیضہ دوسرے سے زیادہ لٹکا ہوا ہے۔ فرآڈ سے اس نے

---

[1] ۔ فرآڈ "تعبیرِ خواب" صـ ۳۴۱ ۔

یہ بھی پوچھا کہ کیا تمام مردوں میں یہی بات پائی جاتی ہے؟۔ اس کے اس خیال سے دونوں اطراف کے لٹکے ہوئے حصے ہیں۔

۲۔ چارلس باڈون کی ایک مریضہ کا خواب جو اس مضمون کے گذشتہ باب میں درج کیا جا چکا ہے

**تعبیر:** اختلاف اختیاری سے معلوم ہوا کہ صدر مریضہ کے اس طبیب کو ظاہر کرتا ہے جو اس کے زمانۂ حمل کے دوران میں علاج معالجہ کی غرض سے آیا جایا کرتا تھا۔ وہ نصیحت جو خواب کے اخیر میں صدر نے مریضہ کو کی اس علامت سے یہ خود ہی واضح ہو جاتی ہے۔ بعینہٖ اجنبی سے مراد آنے والا بچہ ہے۔ (جس طرح ہنگری یا اٹلی سے سوئزرلینڈ آنے والے کے لیے سرحد سے گذرنا پڑتا ہے اسی طرح بچے کو پہلے پہل اس دنیا میں آنے کے لیے سرحد عبور کرنی پڑتی ہے۔ خواب میں اجنبی سرحد سے آیا ہے۔ یعنے بچہ دنیا میں وارد

وارد ہوا ہے)۔ زخم اور خنجر درد زہ کی علامت ہیں۔ خون بہنا، خون تفاض کی علامت ہے، جس سے وہ بہت ڈرا کرتی تھی۔ عجیب قسم کی تبدیلی سے زخم باپ پر منتقل ہو گیا ہے، اور عورت کی بجائے اس کا خاوند چار پائی پر پڑ گیا ہے۔ صدر طبیب اسے آنے والے خطرہ کے متعلق ہدایات دیتا ہے۔ مختصراً نوجوان عورت پیدائش کی تکالیف سے بہت خائف رہا کرتی تھی۔ وہ تباہی اور بربادی کی منتظر تھی۔ اس کا خوف درست نکلا۔ متوقع بچہ طبیب کے پہنچنے سے پہلے ہی آگیا، اور ماں کا خون کافی مقدار میں بہہ گیا۔

۳ — اب میں اپنے ایک دوست کے خواب کی مسلسل تعبیر کرتا ہوں:—

میرے ایک نوجوان دوست (مسٹر زندانی) بیان کرتے ہیں:—

"میں ایک نل کے قریب برہنا کھڑا ہوں۔ صرف پاجامہ پہنے ہوئے ہوں۔

ایک نوجوان عورت بھی وہاں موجود ہے
جو اپنا گھڑا پانی سے بھرنے کی ناکام
کوشش کر رہی ہے۔ وہ مجھ سے کہتی
ہے کہ پانی نہیں نکلتا۔ میں فی الفور نل کے
نیچے کی ٹونٹی کھول کر اپنے ہاتھ دھوتا
ہوں...... پھر وہ مجھ سے اپنا گھڑا
اٹھوانے کے لیے کہتی ہے۔ پہلے میں
ارادہ کرتا ہوں کہ گھڑا اس کے سر پہ
رکھ دوں۔ اب قریب ہے کہ میرا جسم
اس سے چھو جائے۔ لیکن میں رک جاتا
ہوں، مگر وہ خود ہی میرے قریب آجاتی
ہے، اور اس کا جسم مجھ سے چھو جاتا
ہے۔ میں اسے متنبہ کرتا ہوں کہ ایسا
نہ کرو، مبادا ہمیں کوئی ایسی حالت
میں دیکھ لے۔"

میرے دوست خواب کے متعلق کوئی اطلاع نہیں
دیتے، اس لیے ان واقعات اور علامات کی

بارد سے میں نے خواب کی تعبیر یہ کی :-

سب سے پہلے علامات ملاحظہ ہوں :- "برہنگی" بے شرمی کا مخصوص نشان ہے۔ "پاجامہ" سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے دوست بہت زیادہ بے شرم نہیں، بلکہ صرف معمولی۔ "نل" سے مراد عضو تناسل ہے۔ "نوجوان عورت اپنا گھڑا پانی سے بھرنے کی کوشش کرتی ہے" وہ اپنی صنفی خواہش پوری کرنا چاہتی ہے۔ لیکن چند حالات کی وجہ سے وہ اپنی خواہش پوری نہیں کرسکتی۔ (گھڑا = رحم = عورت کا عضو مخصوص + پانی سے گھڑا بھرنا = انزال = مباشرت = صنفی خواہشات پوری کرنا)۔

"وہ مجھ سے کہتی ہے کہ ......" یعنے ہماری خواہشات پوری ہوتی نظر نہیں آتیں۔ یا تو نل پانی ہی دینے کے ناقابل ہے، یا کسی وجہ سے پانی نہیں نکلتا۔ لیکن خواب دیکھنے والا دوسری ٹونٹی (ٹونٹی بمعنی تجویز) کو کھول کر اپنے "ہاتھ

دھوتا ہے"۔ اور اسے صنفی خواہش پوری کرنے کی ایک اور تجویز بتاتا ہے۔ وہ اسے کہتا ہے کہ صرف ایسا کرنے ہی سے تم اپنی خواہشات پوری کر سکتی ہو۔ جس طریقے سے تم پانی (خواہشات پوری کرنا) لینے کی خواہشمند ہو یہ طریقہ موزوں نہیں۔ اس طرح سے تم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتیں۔

"گھڑا اٹھوانے ........ وہ اسے جواب دیتی ہے کہ اگر تمہارے خیال میں ایسی تدابیر مفید ہو سکتی ہیں تو تم میری مدد کیوں نہیں کرتے چلو مل کر یہ طریقہ اختیار کریں۔ میں اکیلی اس تجویز کو پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچا سکتی۔ (گھڑا بھاری ہونے کے سبب مدد کی ضرورت ہے۔) تمہیں میری مدد کرنا لازم ہے۔ (گھڑا = مہبل یا رحم + پانی = مباشرت۔) وہ "ارادہ" کرتا ہے کہ اس کی مدد کرے، اور اپنی بتائی ہوئی تجاویز پر مل کر عمل کرے، لیکن جب "قریب ہے کہ اس کا جسم اس سے چھو جائے وہ رک جاتا ہے"۔ وہ عورت کی

خواہش کے مطابق اس کی مدد کرنے کا ارادہ کرتا ہے، لیکن فوراً ہی اسے خیال آتا ہے کہ ایسا کرنا مناسب نہیں۔ (غیر عورت کے جسم کو چھونا کہاں کی عقل مندی ہے؟) ۔ یہ میری بے عزتی کا باعث ہے۔ اگر کسی نے دیکھ لیا تو غضب ہی ہو جائے گا۔ وہ رُک جاتا ہے، اور مدد دینے سے انکار کر دیتا ہے۔ عورت بہت ہی بے تاب ہے۔ وہ خود ہی اس کے قریب آجاتی ہے۔ کیوں کہ عورت اسے دل سے چاہتی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ جس طرح بھی، خواہ ہماری بے حرمتی کا باعث ہی کیوں نہ ہو، ہم اپنی خواہشات پوری کرلیں، اور اپنے ارمان نکال لیں کہ حسرت باقی نہ رہے۔ لیکن خواب دیکھنے والا پھر اسے متنبہ کرتا ہے، اور اسے کہتا ہے، ذرا اس پر بھی تو غور کرو کہ اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ میری بتائی ہوئی تجاویز پر عمل کرو، صرف اس طریقے سے ہم بے عزتی سے بچ سکتے ہیں۔

خواب میرے دوست کے حال کے ایک واقعہ کا انکشاف کرتا ہے — ایک نوجوان عورت انہیں اپنا دل دے چکی تھی۔ یہ بھی اسے چاہتے تھے۔ لیکن ان کی محبت عورت کی محبت کے درجے تک نہیں پہنچی تھی۔ عورت اپنی صنفی خواہشات پوری کرنے کی از حد خواہش مند تھی، اور وہ ہر ممکن سے ممکن طریقہ استعمال کرنے کو بالکل تیار تھی — میرے دوست گو ناجائز محبت میں مبتلا تھے (کیوں کہ عورت شادی شدہ تھی) لیکن وہ اس کی خواہشات کے سبب اپنی بے عزتی کروانے کو ہرگز تیار نہ تھے۔ اس لیے وہ اپنا پیچھا چھڑانے کی خفیف سی کوشش بھی کرتے تھے۔ باوجود اس بے رخی کے وہ اپنی کوشش میں برابر مشغول رہتی۔ وہ اپنی تجاویز کے مطابق عمل کرنا چا[illegible]۔ جب ان کو پتہ چلا کہ وہ ان کی محبت میں [illegible] ہے اور کبھی نہ کبھی دن ان کے پاس ضرو[illegible] انھوں نے اسے سمجھایا کہ اتنی عجلت مناسب نہیں۔ کام آہستہ آہستہ ہے

ہو گا ۔ بہتر یہی ہے کہ تم میری بتائی ہوئی تجاویز پر عمل کرو، ورنہ تم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ لیکن عورت بھلا کب ماننے والی تھی ۔ اس نے اندھا دھند اپنا کام جاری رکھا ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ خود بھی بدنام ہوئی اور اس کو بھی بدنام کیا ــــ سب سے بڑھ کر یہ کہ اسے کامیابی کا منھ دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا ــ اور وہ ہمیشہ کے لیے ان سے جُدا ہوگئی ۔ آخری بار انھوں نے اسے کہہ دیا کہ یہ ہے نتیجہ میرے کہنے پر عمل نہ کرنے کا۔

خواب میں یہی عورت کام کر رہی ہے، اور اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے ۔ خواب کی تعبیر یہ ہے :ــ

خواب دیکھنے والے کے کسی عورت سے ناجائز تعلقات ہیں، لیکن وہ بے عزتی کے خوف سے خواہشات پوری کرنا پسند نہیں کرتا ۔ گو عورت سر توڑ کوشش کرتی ہے ۔ آخر کار وہ اسے کہتی ہے اگر تمھارا رویہ یہی رہا تو ہم کبھی بھی کامیاب

نہیں ہو سکتے ۔ وہ اسے ایک تجویز بتاتا ہے ، اور زور دیتا ہے کہ صرف اسی ایک طریقے سے کامیابی ممکن ہے ۔ لیکن عورت جو محبت سے اندھی ہو رہی ہے اس کے کہنے کی کچھ پروا نہیں کرتی ، بلکہ اسے مجبور کرتی ہے کہ اس کا ساتھ دے ۔ وہ پہلے تو رضا مند ہو جاتا ہے ، لیکن جلد ہی سنبھل جاتا ہے اور انکار کر دیتا ہے ۔ عورت بدستور اپنے کام میں مشغول رہتی ہے ، اور اپنی خواہشات پوری کرنے کی از حد خواہش مند ہے ۔

خواب دیکھنے والا اس تعبیر سے متفق ہے ۔

۴ ۔ اشخاص مرد کے عضو تناسل کی علامت اور وادی و جنگل وغیرہ عورت کے اعضائے مخصوص کی علامت ۔ ایک نیچے طبقے کی عورت کا خواب (فراڈ) ۔

"... پھر کوئی اچانک اندر گھس آیا ۔
اور اس نے خوف کے مارے ایک
سپاہی کو آواز دی ۔ اس کا خاوند

سپاہی تھا) لیکن سپاہی دو آدمیوں کے ہمراہ ایک گرجہ کی طرف چلا گیا، جس کے اندر داخل ہونے کے لیے چند سیڑھیاں باہر لگی ہوئی تھیں۔ گرجے کے پیچھے ایک پہاڑی تھی اور اس کے اوپر گھنا جنگل۔ سپاہی خود اور زرہ وغیرہ پہنے ہوئے تھا۔ اس کی ڈاڑھی گھنی اور بھورے رنگ کی تھی۔ ان دو آدمیوں کا لباس جو سپاہی کے ہمراہ نہایت خاموشی سے چل رہے تھے، تھیلیوں کی مانند تھا جو ان کی کمر پر بندھی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ گرجہ سے ایک سڑک اس پہاڑی کی طرف جاتی تھی۔ اس سڑک کے دونوں طرف گھاس اور جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں راستہ جوں جوں پہاڑی کے قریب ہوتا جاتا تھا جھاڑیاں زیادہ گھنی

ہوتی جاتی تھیں ۔ اور پہاڑی کی چوٹی پر
پہنچ کر یہ ایک خاصہ گھنا جنگل بن گیا تھا۔"

علامات اس خواب میں بالکل واضح ہیں ۔ مرد کا عضوِ تناسل تین اشخاص سے ظاہر ہوا ہے ۔ گرجہ سے مُراد عورت کا عضوِ مخصوص ہے ۔ گرجے کی سیڑھیاں مباشرت کو ظاہر کرتی ہیں ۔ پہاڑی سے مُراد جبل الزہرہ ہے ۔ جنگل بھی عورت کے عضوِ مخصوص کی علامت ہے ۔ کمر کی تھیلیاں اُنثیین ہیں ۔ سڑک کے کنارے کی گھاس موئے زہار ہیں ، جو جبل الزہرہ کی طرف جاتے ہیں۔[1]

۵ ۔ صندوق ، مستورات کی علامت ۔

"خواب دیکھنے والا سفر کرتا ہے ، اور
اس کا اسباب گاڑی میں لدا ہوا اسٹیشن
کی طرف جاتا تھا ۔ وہاں بہت سے
صندوق تھے ، جو ایک دوسرے کے

---

[1] ۔ فراڈ ۔ تمہیدی لکچر ۔ ۱۹۲۹ء ۔

اُوپر پڑے ہوئے تھے، اور ان کے
اُوپر دو سیاہ رنگ کے بڑے صندوق۔
اس نے کسی سے کہا — "یہ صرف
اسٹیشن تک ہی جا رہے ہیں"۔
فی الحقیقت یہ شخص کافی اسباب کے
ساتھ سفر کر رہا تھا۔ سیاہ رنگ کے صندوق
دو سیاہ عورتیں تھیں، جن سے وہ ان
ایام میں دلچسپی لے رہا تھا۔ ان عورتوں
میں سے ایک اس کا ساتھ دینے کا
ارادہ رکھتی تھی۔ لیکن طبیب کے مشورہ
سے اس نے اسی عورت کو باز رکھا"۔

۶۔ پستان کی علامت۔

"خواب دیکھنے والا اپنی ہمشیرہ کو
دو سہیلیوں کے ہمراہ جو آپس میں سگی
بہنیں ہیں، دیکھتا ہے۔ وہ ان سہیلیوں
سے مصافحہ کرتا ہے، لیکن اپنی ہمشیرہ سے
نہیں کرتا"—

اُتصالات اختیاری کے ذریعے اس کے
خیالات اس زمانے میں چلے گئے جب وہ
اکثر خیال کیا کرتا تھا کہ عورتوں کی چھاتیاں
اتنی دیر میں نشو و نما کیوں پاتی ہیں۔
خواب میں دو بہنیں پستان کی علامت ہیں
جن کے متعلق وہ اکثر سوچا کرتا تھا۔ اگر
وہ اس کی بہن کی ملکیت نہ ہوتیں تو وہ
یقیناً انھیں ہاتھ لگا لیتا۔

۷۔ علامت موت۔ (فراڈ)۔

"خواب دیکھنے والا ایک بڑے
اونچے لوہے کے پُل سے گذر رہا ہے۔
دو آدمی اس کے ہمراہ ہیں۔ خواب کی
حالت میں وہ ان کے نام جانتا تھا۔
لیکن بیدار ہونے پر بھول گیا۔ اچانک
اس کے دونوں ساتھی گُم ہو جاتے ہیں۔
ان کی بجائے اسے وہاں ایک بھُوت
دکھائی دیتا ہے۔ اس نے اسے پوچھا

کیا تم تار رساں ہو؟ نہیں — کیا گاڑی بان ہو؟ "نہیں" — پھر وہ چلا جاتا ہے۔ خواب میں اس پر خوف طاری تھا۔"

بیدار ہونے پر اس کا خیال تھا کہ پُل ٹوٹ گیا تھا، اور وہ ندی میں گر پڑا تھا۔

۷۔ ایک اور خواب کی تعبیر ملاحظہ ہو، جو چند لحاظ سے دلچسپ ہے۔

"خواب دیکھنے والے کا چچا سگرٹ پی رہا تھا۔ اگرچہ یہ ہفتہ کا دن تھا....
...... ایک عورت خواب دیکھنے والے کے ساتھ کچھ اس طرح کھیل رہی تھی گویا وہ اس عورت کا بچہ ہے۔"

خواب کے پہلے عنصر کے متعلق خواب دیکھنے والے نے، جو یہودی تھا، مطلع کیا کہ اس کا چچا بہت ہی نیک ہے،

جو ایسی غلطی کا آج تک مرتکب نہیں ہوا، اور نہ ہی کبھی ہوگا ــــ خواب کے دوسرے عنصر کی عورت اس کی والدہ ہے۔ ان دونوں خیالات کا آپس میں تعلق ضرور ہے، لیکن وہ کس طرح؟۔ خیالات آپس میں مل کر جملۂ شرطیہ بناتے ہیں۔ ان کی تعبیر یہ ہوسکتی ہے:ــ

"اگر میرا چچا جو کہ اپنے مذہب پر سختی سے پابند ہے، اور ایسی غلطی کا مرتکب نہیں ہوسکتا، سبت کے دن سگرٹ پیئے گا تو مجھے اجازت ہوگی کہ اپنی والدہ کی طرف رغبت کروں"ــ

---

مندرجۂ بالا مضمون سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ خواب کا مضمون بالکل مکمل ہوگیا ہے، اور تمام اقسام کے خوابوں کی تعبیر ان قوانین کی مدد سے کی جاسکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تعبیر خواب کے

متعلق ہمارا علم ابھی بہت ہی ناکافی ہے۔ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ خواب کے مختلف نظریوں کو جانچا جائے۔ بالخصوص اس نظریے کو جس کی رو سے خواب مستقبل کے واقعہ کو ظاہر کرتا ہے۔ ناظرین کرام سے استدعا ہے کہ اس مسئلہ سے دلچسپی لیں۔ اور اگر ممکن ہو تو راقم الحروف کو اپنے خیالات اور تجربات سے مطلع فرمادیں۔

# چوتھا باب

# تلازم اختیاری

روز مرہ کے واقعات کے ساتھ "تلازم اختیاری" کا گہرا تعلق ہے۔ جب ہم بیکار بیٹھے ہوئے ہوں تو ہمارے خیالات خود بخود اِدھر اُدھر پھرتے رہتے ہیں۔ کبھی ایک خیال پر منتقل ہوتے ہیں اور کبھی دوسرے پر۔ یہی "تلازم اختیاری" ہے۔ یعنے شعور کا اس عمل میں کچھ دخل نہیں ہے۔ خیالات بالکل آزاد

ہوتے ہیں۔ کوئی ان کو روکنے والا نہیں ہوتا۔ میرے سامنے اس وقت چائے کا ڈبہ پڑا ہوا ہے، اس کا خیال آتے ہی فوراً رات والی چائے اور ایک بات یاد آجاتی ہے۔ چائے سے میرا خیال چائے بنانے والے کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور وہاں سے معمل کا ایک خاص واقعہ یاد آجاتا ہے، اور یہ واقعہ ایک واقعہ کی یاد دلاتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ یہ خیالات کی ایک ایسی زنجیر ہے جس کی انتہا معلوم نہیں ہوتی اس میں ہوتا کیا ہے؟ اس کا جاننا کچھ مشکل نہیں سب سے پہلا خیال مہیج ہے اور دوسرا خیال اس کا جواب ہے۔ لیکن دوسرے درجے میں یہ جواب ایک تیسرے جواب کا مہیج ہے اور تیسرا جواب چوتھے جواب کا مہیج ہے۔ اور یہ عمل ایک مدت بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہتا ہے۔

جب آپ کسی شخص یا مقام کا نام بھول جاتے ہیں تو آپ کیا کرتے ہیں؟ یونہی بہت سے نام دل ہی دل میں دہراتے ہیں، ان میں کوئی خاص

نام آپ کی توجہ مبذول کرلیتا ہے، جس سے آپ کو اور بہت سے واقعات یاد آجاتے ہیں، یعنی ایک واقعہ کئی اور حادثات کا باعث بن جاتا ہے۔ اس طرح آپ کو نہ صرف نام ہی یاد آجاتا ہے بلکہ کئی اور فراموش شدہ واقعات جو خیالات کی آزاد زنجیر سے وابستہ تھے، یاد آجاتے ہیں اس عمل کو اس شکل سے بہ خوبی واضح کیا جاسکتا ہے۔
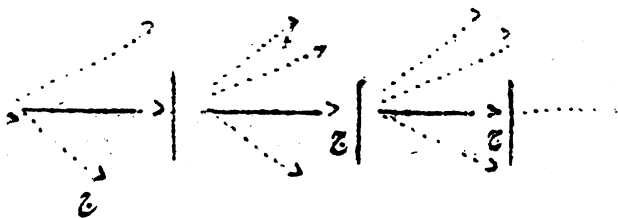
(شکل نمبر ۴ م = مہیج - ج = جواب - جواب دوسرے درجے میں خود مہیج بن جاتا ہے، اور اس کا جواب پھر مہیج بن کر ایک اور جواب کا باعث

بن جاتا ہے۔ ایک مہیج کا جواب صرف ایک ہی نہیں ہوتا۔ لیکن تمام جواب آگے مہیج بننے کے قابل نہیں ہوتے۔ صرف وہی جواب مہیج بن سکتا ہے جو نہایت ضروری ہونے کے علاوہ اپنے مہیج کے ساتھ خوب وابستہ ہو)۔

گذشتہ باب میں یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ "تلازم اختیاری" "تحلیل نفسی" کا نہایت ہی ضروری حصہ ہے۔ آپ اس بات کو نظرانداز نہیں کر سکتے کہ بعض اوقات جب آپ فرصت کے وقت اپنے خیالات کو بالکل آزاد کر دیتے ہیں اور آپ کے خیالات گذشتہ واقعات پر روشنی ڈالتے جاتے ہیں تو اس حالت میں آپ کے چہرے پر مختلف جذبات کے آثار اتنے نمایاں ہو سکتے ہیں کہ ان کا بہ خوبی مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ کبھی تو آپ کا چہرہ غصہ سے تمتماتا ہے، کبھی آپ کے چہرے پر نفرت کے آثار نمایاں ہوتے ہیں، اور کبھی آپ کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

یہ مختلف جذبات اس بات کی دلیل ہیں کہ "تلازم اختیاری" پر اور زیادہ روشنی ڈالنی نہایت ہی ضروری ہے۔ یہ عمل نظر انداز کرنے کے قابل نہیں۔ سب سے پہلے مشہور ماہر "تحلیل نفسی" ڈاکٹر فرائڈ نے اس کے مطالعہ کی ضرورت محسوس کی، لیکن اس کے پیرو ڈاکٹر ینگ (زورچ) نے اس کا گہرا مطالعہ کر کے بہت سے انکشافات کیے ہیں۔ اس نے تحقیق کے بعد ثابت کیا ہے کہ بے شعوری کا مطالعہ کرنے کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی طریقہ کارآمد نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ تنویم کا طریقہ بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

ڈاکٹر ینگ کا طریقہ نہایت ہی آسان ہے۔ تقریباً سو (۱۰۰) مہیج الفاظ تیار کئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد معمول کو ہدایت کی جاتی ہے کہ جو بھی وہ مہیج لفظ سنتے فوراً ہی کوئی ایک لفظ بغیر سوچے سمجھے جو بھی اس وقت اس کے خیال میں آئے بول دے۔ معمول اس بات کا مجاز نہیں ہے کہ

وہ کسی ایک لفظ کو غیر ضروری یا قبیح خیال کر کے چھوڑ دے اور کوئی اور لفظ سوچے۔ معمول سے سب سے پہلے اس بات پر عمل کرنے کا وعدہ لے لیا جاتا ہے کہ وہ ایمان داری سے سب سے پہلے لفظ سے عامل کو آگاہ کرے گا جو اس وقت ہیج لفظ کو سننے سے اس کے خیال میں آئے گا۔ جب عامل لفظ بولتا ہے تو بولنے کے ساتھ ہی روک گھڑی (Stop Watch) کو چلا دیتا ہے اور معمول کے جواب دینے کے ساتھ ہی گھڑی بند کر دیتا ہے۔ اس طرح تمام عمل میں یہ اوقات جن کو "رد عمل کا وقت" کہا جاتا ہے ثبت کرتا رہتا ہے۔

ڈاکٹر ینگ کے الفاظ کی فہرست مندرجہ ذیل ہے[1]:—

۱۔ سر ۲۔ سبز ۳۔ پانی

---

[1] "Association Method," Jour. Psycho. XXI

۴۔ گانا ۵۔ مردہ ۶۔ طویل
۷۔ جہاز ۸۔ ادا کرنا ۹۔ کھڑکی
۱۰۔ دوستانہ ۱۱۔ پکانا ۱۲۔ پوچھنا
۱۳۔ سرد ۱۴۔ دم ۱۵۔ ناچنا
۱۶۔ گاؤں ۱۷۔ دیر ۱۸۔ بیمار
۱۹۔ غرور ۲۰۔ پکانا ۲۱۔ سیاہی
۲۲۔ غصیل ۲۳۔ سوئی ۲۴۔ تیرنا
۲۵۔ بحری سفر ۲۶۔ نیلا ۲۷۔ چراغ
۲۸۔ گناہ کرنا ۲۹۔ روٹی ۳۰۔ امیر
۳۱۔ درخت ۳۲۔ اڑانا ۳۳۔ زخم
۳۴۔ زرد ۳۵۔ پہاڑی ۳۶۔ مرنا
۳۷۔ نمک ۳۸۔ نیا ۳۹۔ رواج
۴۰۔ دعا کرنا ۴۱۔ دولت ۴۲۔ بے وقوف
۴۳۔ رسالہ ۴۴۔ نفرت ۴۵۔ اُنگلی
۴۶۔ قیمتی ۴۷۔ پرندہ ۴۸۔ گرنا
۴۹۔ کتاب ۵۰۔ ظالم ۵۱۔ گناہ

| | | |
|---|---|---|
| ۵۲۔ مینڈک | ۵۳۔ جدا ہونا | ۵۴۔ بھوک |
| ۵۵۔ سفید | ۵۶۔ بچہ | ۵۷۔ حفاظت |
| ۵۸۔ پنسل | ۵۹۔ غمگین | ۶۰۔ شادی کرنا |
| ۶۱۔ مکان | ۶۲۔ عزیز | ۶۳۔ شیشہ |
| ۶۴۔ لڑنا | ۶۵۔ فر | ۶۶۔ بڑا |
| ۶۷۔ گاجر | ۶۸۔ لگانا | ۶۹۔ حصہ |
| ۷۰۔ بوڑھا | ۷۱۔ پھول | ۷۲۔ مارنا |
| ۷۳۔ ڈبہ | ۷۴۔ جنگلی | ۷۵۔ خاندان |
| ۷۶۔ صاف کرنا | ۷۷۔ گائے | ۷۸۔ دوست |
| ۷۹۔ قسمت | ۸۰۔ جھوٹ | ۸۱۔ محکمہ |
| ۸۲۔ تنگ | ۸۳۔ بھائی | ۸۴۔ ڈرنا |
| ۸۵۔ سوئی | ۸۶۔ جھوٹا | ۸۷۔ تشویش |
| ۸۸۔ چومنا | ۸۹۔ دلہن | ۹۰۔ صاف |
| ۹۱۔ دروازہ | ۹۲۔ گھاس | ۹۳۔ مطمئن |
| ۹۴۔ مضحکہ | ۹۵۔ سونا | ۹۶۔ منھ |
| ۹۷۔ نفیس | ۹۸۔ عورت | ۹۹۔ ذلیل |
| ۱۰۰۔ ضرّنا | | |

معمل میں بالعموم مندرجۂ بالا فہرست ہی استعمال
کی جاتی ہے، کیوں کہ ایک تو الفاظ بہت ہی
آسان اور صاف ہیں اور دوسرے زندگی کے
مختلف شعبوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ یعنے کوئی
لفظ کسی واقعہ کی یاد دلاتا ہے اور کوئی لفظ
کسی اور واقعہ کی۔ عصبی مریضوں کی بےشعوری پر
روشنی ڈالنے کے لیے یہ فہرست بہت ہی
مفید ثابت ہوئی۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ
اس فہرست کے سوا اور کوئی فہرست کارآمد
نہیں؛ یہ کوئی ضروری نہیں بلکہ بعض اوقات
بعض حالات میں فہرست اپنی مرضی اور حالات
کے موافق تیار کی جاتی ہے۔

اگر یہ الفاظ معمول کو تجربے کے لیے پیش
کیئے جائیں تو معلوم ہوگا کہ ان کا "ردعمل کا
وقت" مختلف ہے۔ عام حالتوں میں ردعمل کا
وقت ایک خاص وقت سے زیادہ نہیں ہوتا۔
اس کی حد تقریباً دو یا تین سکنڈ ہے۔ لیکن اگر

معمول کسی خاص جواب میں وقت نسبتاً زیادہ لے، مثلاً پانچ سکنڈ یا اس سے زیادہ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس دیر کا کوئی نہ کوئی باعث ضرور ہے۔ عامل کو تجربے کے دوران میں معمول کے چہرے کا مطالعہ کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ جونہی کہ کوئی خاص جذبہ جواب کے دوران میں معمول سے نمایاں ہو، یا معمول وقت نسبتاً زیادہ لے تو عامل کو فوراً ہی تحقیق کرنی چاہیئے۔ جب وہ وقت زیادہ لے تو اسے مجبور کرنا چاہیئے کہ وہ سچ سچ بتائے کہ اس دیر کا باعث کیا ہے؟ اور سب سے پہلے کونسا لفظ یاد آیا اور اس نے کس بنا پر رد کر کے کسی اور لفظ کو تلاش کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ یا اس مہیج اور جواب میں کونسی ایسی بات مضمر ہے کہ اس سے خاص جذبہ پیدا ہوا۔ ایسے وقت میں کبھی تو دونوں علامات ہی بالکل واضح ہوتی ہیں اور کبھی کوئی ایک۔ کافی مجبور کرنے سے معمول بتا دے گا وہ اصل لفظ کو پہلے

کیوں نہ بول سکا۔ ممکن ہے کہ اس میں اس کی زندگی کا عزیز ترین راز مضمر ہو۔ دیر کا یہ باعث کبھی بھی نہیں ہوسکتا کہ معمول کو کوئی لفظ یاد نہیں رہا۔ یہ محال ہے۔ لفظ یقیناً یاد ہے۔ لیکن معمول اس لفظ کو ظاہر کرنے سے قاصر ہے۔

دیر کا باعث عموماً دو وجوہ ہوتی ہیں۔ یا تو مہیج لفظ معمول پر خاص طریقے سے اثر کرتا ہے، یعنے اس سے اس کے جذبات بھڑک اٹھتے ہیں اور چہرے کا رنگ بدل جاتا ہے۔ ینگ کی فہرست میں "دولت" کا لفظ عوام پر کوئی خاص اثر نہیں کرسکتا۔ ان کے لیے اس لفظ میں کوئی معانی مضمر نہیں۔ اور الفاظ کی طرح یہ بھی مہمل لفظ ہے۔ لیکن یہ لفظ چور پر خاص اثر طاری کرسکتا ہے جس اثر کی بنا پر وہ فطرتاً زیادہ وقت لے گا، اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بالکل ہی چپ ہو جائے اور کوئی لفظ زبان سے نہ نکال سکے۔ اسی طرح اگرچہ "شادی" یا "عورت" کا لفظ عوام کی

توجہ مبذول نہیں کر سکتا، تاہم کسی عاشق کے جذبات کو بھڑکانے اور گذشتہ دل فریب واقعات یاد دلانے کے لیے جادو کا اثر رکھتا ہے۔ اگر کسی شخص کی محبوبہ ہمیشہ کے لیے اس سے جدا ہوگئی ہو تو کیا "دلہن" کا لفظ اسے رلانے پر کامیاب نہ ہو سکے گا؟ کیا وہ کسی گہری سوچ میں نہ پڑ جائے گا؟ کیا اس کے کلیجے پر ٹھیس نہ لگے گی؟ اور کیا اس کے دل کے دھڑکنے رفتار دگنی نہ ہو جائے گی؟۔

یا پھر دیر کا باعث معمول کی حالت یا صحت پر مبنی ہے۔ اگر معمول کسی خاص تشویش کی حالت میں ہے یا کسی عصبی بیماری میں مبتلا ہے تو رد عمل کا وقت بہت زیادہ ہوگا۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ معمول ایک لفظ بولنے کی بجائے کئی الفاظ جواب میں بول جاتا ہے۔ مثال کے طور پر نیک، عصمت، سیرت، یا فرقت، تنگ نظری، تباہی وغیرہ یہاں سے اس کی بے شعور زندگی کا پتہ چلتا ہے۔

لیکن یہ حالت شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔ عموماً وہ ردعمل میں وقت زیادہ لیتا ہے۔ دیر کے عمل کو اس شکل سے واضح کیا جاتا ہے:-

شکل نمبر ۲

م ..................... د ج۱
م ..................... د ج۲
م ..................... د ج۳
م ..................... د ج۴
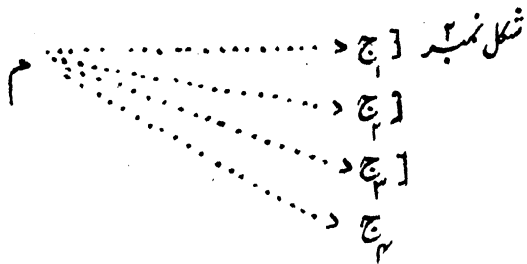
[م = مہیج۔ ج = جواب۔ م کا اصلی جواب ج تھا۔ لیکن معمول عامل کو اس سے آگاہ نہیں کر سکتا تھا۔ یعنے اس کا ضمیر اسے اس کی اجازت نہ دیتا تھا۔ آخر میں معمول نے ج۲۔ ج۳ بھی اسی بنا پر رد کر کے ج۴ سے عامل کو آگاہ کیا، اور وقت اسی سبب سے زیادہ لیا]۔

ڈاکٹر ینگ اور دوسروں نے اس طریقے کے دو عملی فائدے بیان کئے ہیں۔ ڈاکٹر موصوف خود

اس طریقے کو اختناق الرحم (یا عصبی امراض) کے علاج میں استعمال کر رہا ہے۔ اس مرض کا باعث وہ فراموش شدہ واقعات ہیں جو مدت سے بے شعوری میں داخل ہو کر تلاطم برپا کر رہے تھے۔ ان کا واحد علاج یہی ہو سکتا ہے کہ مخصوص طریقوں سے ان کو بے شعوری سے نکال کر شعور میں داخل کیا جائے۔ پہلا طریقہ تو تنویم کا طریقہ ہے لیکن بعض اوقات یہ اتنا مفید ثابت نہیں ہوتا۔ نیز ہر ایک مریضہ پر یہ اثر طاری کرنا ممکن نہیں اس لیے ہم "تلازم اختیاری" کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس سے خیالات کی زنجیر باری باری سے شعور کے سامنے آتی رہتی ہے، اور اچانک ہی فراموش شدہ واقعات یاد آجاتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ بعض اوقات کوئی بھولا ہوا شعر، جس کو آپ باوجود کوشش کے یاد نہیں کر سکے، اچانک یاد آجاتا ہے۔ اس کا شعور میں آجانا اسی "قانون تلازم" کے تحت ہوتا ہے۔

اسی طرح مریضوں کے فراموش شدہ واقعات کسی موزوں مہیج کے بغیر شعور میں داخل نہیں ہو سکتے۔ جب تجربے کے دوران میں انھیں کوئی موزوں مہیج مل جاتا ہے تو یہ فوراً یاد آ کر کسی خاص جذبے کا باعث بن جاتے ہیں۔

اس طریقے کا دوسرا بڑا فائدہ جرائم کا دریافت کرنا ہے۔ بعض معمولوں میں اس سے حیرت انگیز نتائج برآمد کئے جا چکے ہیں۔ اگر چند آدمیوں میں سے کوئی ایک کسی خاص جرم کا مرتکب ہوا ہو تو تلازم اختیاری سے ہم مجرم کا پتہ لگانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ عامل سب سے پہلے ایک فہرست ایسے مہیج الفاظ کی تیار کرتا ہے جو جرم کے ساتھ وابستہ معلوم ہوتے ہوں۔ پھر مندرجۂ بالا طریقے سے باری باری سے تمام مشتبہ آدمیوں پر یہ عمل کیا جاتا ہے۔ اور نہ صرف وقت کو نبت کیا جاتا ہے بلکہ جذبات کا گہرا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ مجرم چند مخصوص الفاظ سُن کر اپنے جذبات رد کنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

مجرم کو مہیج لفظ سُننے کے بعد فطرتاً ایسا جواب یاد آتا ہے، جس کا جرم کے ساتھ گہرا تعلق ہو۔ لیکن وہ اس جواب کو پیش کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ وہ کسی اور لفظ کو تلاش کرتا ہے۔ (شکل نمبر ۲) اور اسی تلاش میں بعض دفعہ تو ایسا مبہوت ہو جاتا ہے کہ وہ کوئی لفظ پسند نہیں کرسکتا، بلکہ بالکل ساکت ہو جاتا ہے۔ لیکن بعض اوقات وہ کافی دیر کے بعد کسی خاص جذبے کے ماتحت کوئی لفظ سوچ کر جواب دے دیتا ہے۔ یہ دونوں صورتیں ہی تجربہ کرنے والے کے لیے مجرم کا پتہ لگانے کے لیے نہایت ہی مفید ہیں۔

اس تجربے کو اور واضح کرنے کے لیے ایک ایسے تجربے کا ذکر کیا جاتا ہے جو گذشتہ سال میں نے ایک نوجوان پر کیا۔

اس نوجوان کے متعلق یہ شبہ کیا جاتا تھا کہ اس کا چال چلن درست نہیں، اور کسی عورت کے ساتھ اس کے ناجائز تعلقات ہیں۔ لیکن یہ محض

شبہ ہی تھا۔ کوئی بھی یقین کے ساتھ اس کے متعلق نہیں کہہ سکتا تھا۔ پچیس الفاظ کی ایک فہرست تیار کی گئی، اور اس پر تجربہ کیا گیا۔ بعض الفاظ اور ان کے جواب مندرجہ ذیل ہیں :۔

| نمبر شمار | ہیج لفظ | جواب | وقت | معائنہ باطن |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | کتاب | کاغذ | ۲ء۱ سکنڈ | |
| ۲ | سیاہی | قلم | ۱ء۶ ″ | |
| ۳ | سیب | پھل | ۵ ″ | تحقیق سے معلوم ہوا کہ پہلا لفظ جو اسے یاد آیا "رخسار" تھا۔ "پھل" سوچنے کے بعد کہا۔ جواب کے دوران میں چہرے پر شرم کے آثار نمایاں تھے |
| ۴ | دن | "مونج" | ۳ء۶ سکنڈ | معمول نے بڑی مشکل سے اس بات کا اقرار کیا، کہ اصل لفظ |

| نمبر شمار | مہیج لفظ | جواب | وقت | معائنہ باطن |
|---|---|---|---|---|
| | | | | "چاندنی رات" تھا۔ نیز جواب اس نے رُک رُک کر دیا۔ |
| ۵ | چاند | حُسن | ۳ سکنڈ | |
| ۶ | دوست | محبوب | ۱۶۸ ″ | |
| ۷ | شادی | عورت | ۷ ″ | چہرے پر پھر شرم کے آثار نمودار تھے، اور بڑی مشکل سے اس بات کا اقرار کیا۔ کہ پہلا لفظ "نازنین" تھا۔ |
| | ثریا | لڑکی | ۸۶۳ ″ | اس دفعہ چہرے پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا۔ شرم سے آنکھیں نیچی کرتے ہوئے وہ مان گیا کہ "لڑکی" صحیح لفظ نہیں۔ بلکہ ..."ن.." ہے۔ |

| نمبر شمار | مہیج لفظ | جواب | وقت | معائنہ باطن |
|---|---|---|---|---|
| ۹ | حُسن | عشق | ۵،۵ سکنڈ | چہرے کا رنگ جواب کے دوران میں سُرخ۔ |
| ۱۰ | سلمہ | بشیرہ | ۵۶، " | اب کے پھر چہرے کا رنگ متغیر تھا، اور اصل لفظ بھی "ن" تھا۔ (بشیرہ "ن" کی ایک خاص سہیلی کا نام ہے۔ |
| ۱۱ | زلف | سیاہ | ۵۶٫۲ " | شرم کے آثار۔ |
| ۱۲ | جسم | ہلکا | ۵۶٫۴ " | |
| ۱۳ | ملاقات | ملنا | ۶ " | بے تابی کے آثار ظاہر تھے۔ نیز اصل لفظ کے متعلق اس نے اقرار کیا کہ "پوشیدہ" تھا۔ |
| ۱۴ | زندگی | موت | ۸۶٫۳ " | یہ جواب اس نے گہرا سانس لیتے ہوئے دیا۔ نیز چہرہ اترا ہوا تھا۔ |

| نمبر شمار | ہیج لفظ | جواب | وقت | معائنہ باطن |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| ۱۵ | "ن" | ؟؟؟؟ | سکنڈ | معمول اس کا کوئی جواب نہ دے سکا، بلکہ غصہ سے اُٹھ کر چلا گیا، لیکن دُور جا کر مُسکرا رہا تھا، اور کبھی کبھی اپنے ہونٹ چباتا تھا (یہ لفظ سب سے بعد میں پیش کیا گیا تھا)۔ |

باقی کے دس الفاظ جو غیر ضروری تھے انھیں الفاظ میں بغیر کسی ترتیب کے ملے ہوئے تھے، جن کے رد عمل کا اوسط وقت ۳ و ۲ سکنڈ تھا۔

اس فہرست پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ "رُخسار" "چاندنی رات"۔ "حُسن" "نازنین"۔"ن" "عشق"۔ "سیاہ"۔ "ملنا" اور "موت" اس عمل کو بہت اچھی طرح واضح کرتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوگا کہ جس جواب میں وقت بہت زیادہ ہے وہ معمول کی زندگی کے ساتھ وابستہ ہے۔"ن" کے متعلق ہی

اس پر شبہ کیا جاتا ہے۔ اور تجربے کے دوران میں موزوں مہیج ملنے پر "ن" کا لفظ ہی اسے سوجھا لیکن شرم کے مارے وہ بول نہ سکا۔ آخر جب "ن" ہی مہیج ہوا تو معمول اس مہیج کا جواب کچھ بھی نہیں دے سکا۔ اور اس کے چہرے کے تغیر سے اس کے اطوار کا پتہ چلنا کچھ بھی مشکل نہیں تھا۔ جو الفاظ معمول نے پہلے چھپائے، اگر ان کے تعلقات پر غور کیا جائے تو نہ صرف اس شبہ کی ہی تصدیق ہوتی ہے بلکہ معمول کے متعلق اور بھی بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً "چاندنی رات" اور "پوشیدہ" ملاقات ان دونوں کا ربط اتنا صاف ہے کہ اس پر اور زیادہ روشنی ڈالنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ "ن" کی ذات کے متعلق بھی "رخسار"۔ "نازنین"۔ "زلف سیاہ" بہت کچھ روشنی ڈالتے ہیں۔ معمول خواہ کتنی بھی کوشش کرے کہ اس کے راز سے کوئی آگاہ نہ ہو، کامیاب نہیں ہوسکتا، کیوں کہ اس صورت میں اس کے جذبات ہماری رہبری کرتے ہیں۔

اس طریقے کے تیسرے استعمال کے متعلق میرے ذاتی تجربات سے تسلی بخش نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ لیکن ابھی یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ نتائج تمام حالتوں میں درست ہی ہوں گے۔ اس کا یہ تیسرا استعمال ذہانت کے متعلق ہے۔ نظریہ یہ ہے کہ اگر دماغی قوت، یعنے خیالات کو بالکل استعمال نہ کیا جائے تو یہ قوت رفتہ رفتہ بے کار ہوتی جائے گی۔ طبعیات کے قانون کے مطابق اگر کسی طبعی چیز کو ایک مدت تک استعمال نہ کیا جائے تو وہ بے کار ہو جائے گی! انسانی جسم کو ہی لیجئے۔ اگر اس کے کسی عضو سے بالکل کام نہ لیا جائے تو کیا اس کا وہ عضو بے کار نہ ہو جائے گا؟ جو آدمی کافی مدت تک اپنی ٹانگوں سے کام نہیں لیتے ان کی ٹانگیں کیوں بے کار ہو جاتی ہیں؟ اور وہ کیوں چلنے پھرنے کے ناقابل ہو جاتے ہیں؟ یہ قانون ذہنی دنیا پر بھی صادق آتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس قوت سے کام نہ لے تو اس کی ذہانت کا وہ عضو جسے "سمجھنے کا عنصر" کہا جاتا ہے، کمزور ہو جائے گا۔

"قانون انتقال" سے ایک ذہنی شعبہ کا استعمال انسان کی تمام ذہنی قوتوں کو موثر کرتا ہے۔ مثلاً آپ کا حفظ کرنا آپ کی قوت حافظہ کو ہی طاقتور نہ بنا دے گا بلکہ اور ذہنی قوتوں پر بھی اثر کرے گا بعینہٖ اگر "تلازم اختیاری" کے ذریعے ایک شخص کو روزانہ جواب دینے کی مشق کرائی جائے تو نہ صرف اس کا ذہن مزاحمت و امتناع سے محفوظ رہے گا بلکہ اس کی ذہانت بھی بڑھ جائے گی۔ میں نے ایک ۱۴ سال کے لڑکے کا دماغی معائنہ کیا، اس کا ذکاوت نما[1] ۸۶ فی صدی تھا۔ معائنہ کے بعد متواتر ایک ماہ تک "تلازم اختیاری" سے اسے جواب دینے کی مشق کرائی گئی۔ پہلے دن اس کے رد عمل کا اوسط وقت ۸ء۳ تھا لیکن مہینے کے آخری دن اوسط وقت ۴ء۱ تھا۔ ایک ماہ مشق کرانے کے بعد پھر اس کا معائنہ کیا گیا، پھر اس کا ذکاوت نما ۹۰ فی صدی تھا۔ اس ماہ کے دوران میں

---

[1] عمر حقیقی سے جو نسبت "ذہنی عمر" کو ہوتی ہے اسے "ذکاوت" نما کہتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی بچے کی اصل عمر ۱۰ سال ہو اور اس کی ذہنی عمر ۸ سال ہو تو اس کا ذکاوت نما ۸۰ = ۱۰۰ × $\frac{۸}{۱۰}$ فی صدی ہوگا۔ اور اگر اصلی عمر ۸ سال ہو اور ذہنی عمر ۱۰ سال ہو تو ذکاوت نما = ۱۰۰ × $\frac{۱۰}{۸}$ = ۱۲۵ فیصد ہوگا۔

اس بات کا بخوبی انتظام کیا گیا تھا کہ اور کسی طریقے سے اس ذکاوت پر اثر نہ پڑے۔ چنانچہ کاشت کاری کے علاوہ اور اسے کسی کام کرنے کی اجازت نہ تھی۔ پانچ دن کے بعد پھر ایک ماہ تک متواتر مشق کرائی گئی۔ مشق کے بعد اب کے اس کا ذکاوت نما ۹۲ فی صدی تھا۔ ایک ماہ اور تیسری بار مشق کرائی گئی، لیکن ۹۲ فی صدی سے اس کا ذکاوت نما نہ بڑھ سکا۔ اسی طرح ایک اور عورت جس کا ذکاوت نما ۱۰۵ فی صدی تھا اور جو بات کو دیر میں سمجھنے کے باعث کام کرنے میں قدرے سست تھی اس مشق سے اس کا ذکاوت نما ۱۱۵ فی صدی ہوگیا، اور اس میں نہ صرف بات سمجھنے کی قوت بہت زیادہ بڑھ گئی بلکہ وہ سست ہونے کی بجائے کافی ہوشیار ہوگئی۔ اس کا سلیقہ، ہوشیاری، سوچ بچار اور عقلمندانہ باتیں سن سن کر دنگ رہ جاتا ہوں۔ یہاں تک تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ذہانت پر اس کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوتا ہے۔ لیکن یہ اثر کتنا پڑتا ہے؟ اس کے متعلق ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

اگر فراؔڈ کا نظریہ درست ہے کہ مختلف عصبی امراض کا باعث وہ فراموش شدہ واقعات ہیں جو بچپن میں انسان کے اخلاق سے برسرِ پیکار رہ چکے ہیں تو والدین کو چاہئے کہ بچوں کو اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے سے منع نہ کریں، بلکہ یوں ہی اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کا شوق بڑھائیں۔ اس سے نہ صرف بچوں کے خیالات کا پتہ چلے گا۔ (جو ان کی عادات اطوار اور مستقبل پر روشنی ڈالیں گے) بلکہ وہ "مزاحمت" سے محفوظ رہیں گے۔ جو والدین بچوں کو باتیں کرنے سے روکتے ہیں اور انھیں "باتونی" کے لفظ سے یاد کرتے ہیں اس بات کو فراموش کر جاتے ہیں کہ ہم بچے کے تخیلات کا خاتمہ کر رہے ہیں۔ اور اسے اس بات کا موقع دے رہے ہیں کہ وہ اپنی خواہشات (کیوں کہ اس کے خیالات میں اکثر خواہشات پنہاں ہوتی ہیں، جن کو وہ پوری کرنا چاہتا ہے) کو دبا دے۔ اور یا ان کو ہم سے چھپا کر پوری کرے اور یا بالکل ہی دبا دے۔ یہ دوسری حالت پہلی حالت سے زیادہ خطرناک ہے، کیوں کہ بعد میں یہی اس کی بے شعوری میں داخل ہو کر تلاطم برپا کرے گی۔ تجربے سے

یہ بات پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی ہے کہ بچوں کے تخیلات (اور اِدھر اُدھر کی بے ربط باتیں کرنے) کا مادّہ بچوں کو ذہین بنانے میں بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کی بے شعوری کو ممتنع خیالات سے محفوظ رکھتا ہے۔ والدین کو خود چاہیئے کہ بچوں کو خود اس بات کی ترغیب دیں۔ اگر بچہ فطرتاً خاموش واقع ہو تو خود باتیں سنا سنا کر اس کو تخیلات کی رغبت دلائیں، اور کیا ہی اچھا ہو اگر گاہ بہ گاہ "تلازم اختیاری" سے جواب دینے کی مشق کرائی جائے۔ چند ہی دنوں میں اس کا فائدہ سامنے آجائے گا۔ یہ "تلازم اختیاری" کا چوتھا مفید استعمال ہے۔